جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ایمانِ کامل

تالیف: محمد سلیم قریشی سلیم رحمۃ اللہ علیہ (چشتی، صابری، کاملی، اکبرآبادی)

سرورق: راحیل اعجاز صاحب

کمپوزنگ: عبداللہ صاحب

تصحیح و پروف ریڈنگ: خالد محمود صاحب

اشاعت و طبع: بارِ دوم (دسمبر 2020ء)

ناشر: دارالبلاغ، کراچی

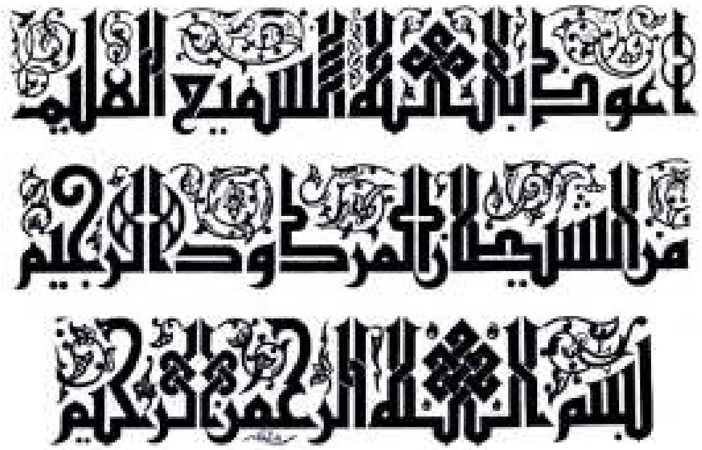
اعوذ باللہ السمیع العلیم
من الشیطان المردود الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

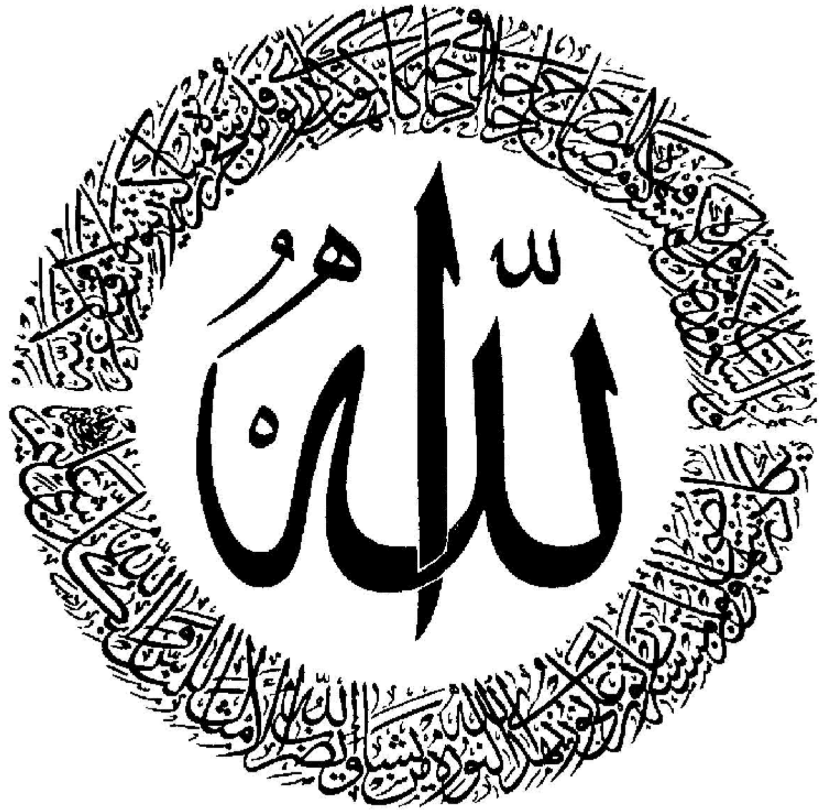

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ
(الف)اخلاصِ نیت	**۱۰**
(ب)ایمانیات	**12**
(۱)ایمان کی بنیادیں	13
(۲)اللہ پر ایمان لانے کا مطلب	13
(۳)فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب	14
(۴) کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب	15
(۵)رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب	16
(۶)آخرت پر ایمان لانے کا مطلب	18
(۷)تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب	20
(۸)شش کلمے	23
(ج)عبادات	**26**
(۱)نماز	26
(۲)نمازِ تہجد کی فضیلت	30
(۳)صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت	31

(۴)زکوٰۃ	32
(۵)صدقۂ فطر کا مقصد-روزہ	35
(۶)حج بیت اللہ	39
(۷)حج کی حقیقت	41
(ح)تقویٰ	**45**
(د)اخلاق	**48**
(ر)سنت والجماعت اور اجتہاد	**51**
(س)قضاوقدر اور رضاء الٰہی	**54**
(ص)چہل حدیث	**61**
(ط)معجزہ، کرامت، استدراج یا جادو	**64**
(۱)معجزہ یا کرامت	64
(۲)استدراج یا جادو	65
(ع)دعا کی حقیقت واہمیت	67
(ف)ذکروتسبیح	71
(ق)نماز کے بعد کی چند دعائیں	77
(ک)چند اورادوغیرہ	93
(ل)زندگی کے شب وروز کی دعائیں	99
(م)درود شریف وغیرہ	106

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلٰوة والسلام علٰى أفضل الأنبياء والمرسلين حبيب رب العالمين حبيبنا وشفيعنا وسيدنا وسندنا ومولانا ووسيلتنا إلى الله محمد وعلٰى آله وأصحابه أجمعين برحمتك يا أرحم الراحمين، أما بعد:

احقر نے مئی ۱۹۸۶ء میں ایک کتاب بنام ''ملفوظات کامل شاہؒ '' شایع کی تھی، جو قبلہ پیر مرشد حضرت الحاج سید آل حسن کامل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات، آپ کی سوانح حیات اور حمد و نعت پر مشتمل تھی۔ حضرت والا کے اقوالِ زرّیں اور حالاتِ زندگی کی اشاعت کا مقصد یہ تھا، کہ عوام اور خصوصاً حضرت والا کے مریدین ومعتقدین کے ایمان میں اضافہ ہو اور عمل صالح کی رغبت اور اس میں استقامت پیدا ہو، لیکن دیکھنے میں آیا کہ یہ زیادہ تر مخصوص حلقہ میں ہی دلچسپی کا باعث رہی، کیونکہ اس کتاب کا ہدیہ مقرر کیا گیا تھا، حالانکہ وہ تمام آمدنی مسجد و خانقاہ حضرت کامل شاہؒ کے لیے وقف تھی، لہٰذا خیال ہوا کہ کوئی ایسی کتاب تصنیف ہو، جس سے عوام وخواص سب فیضیاب ہوں، اس ارادہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میری مسلسل علالت کے باوجود ہمت عطا فرمائی، اور اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائی۔ میری نیت کو قبولیت بخشی اور مجھ حقیر فقیر سے یہ کام لیا۔ گو اس کی تکمیل میں دیر لگی، لیکن الحمد للہ حسبِ ارادہ ایسے ہی مضامین شامل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی، جن کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور عمل صالح کا جذبہ بیدار ہو، اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے یہ بھی طے کیا، کہ اس کتاب کی اشاعت فی سبیل

اللہ کی جائے اور کوئی ہدیہ مقرر نہیں کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب نبی کریم ختم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس کو قبول فرمائے، اور میرے اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ہم سب کو صحیح سمجھ، نیک عمل کرنے اور دین مبین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ایمان کی سلامتی دے اور قیامت میں اپنی رحمت اور حضور نبی کریم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مجھے اور تمام مسلمانوں کو نصیب فرمائے، آمین

اس کتاب کی تیاری وترتیب مضامین وکتابت وغیرہ کے سلسلہ میں اپنے شفیق ورفیق جناب الحاج سید شبیر حسن صاحب ابن کامل شاہؒ کے تعاون کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین

محمد سلیم قریشی سلیم عفی عنہ
چشتی، صابری، کاملی، اکبرآبادی
۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء

نعت شریف

میں ہر دم حبیب خدا کی ثنا کررہا ہوں
میں رب العُلا کی یہ سنت ادا کررہا ہوں
سب سے پہلے نور جس کا حق نے تھا پیدا کیا
میں اسی ختم المرسلین کی ثنا کررہا ہوں
زمیں پر خدا نے جس کو رحمت بناکے بھیجا
میں اسی رحمۃ للعالمین کی ثنا کررہا ہوں
نبی کے قول وعمل پہ چلنا رضائے خدا ہے
چلو تم اسی راہ پر میں بھی کوشش کررہا ہوں
شب وروز نامِ محمدؐ زباں پر ہے جاری
نقش دل پر میں نام محمدؐ کررہا ہوں
درود وسلام ہر دم سلیم اُن پر میں بھیجتا ہوں
میں رب العُلا کی یہ سنت ادا کررہا ہوں

(الف) اخلاصِ نیت

عام طور پر انسان کسی کام کے کرنے سے قبل اس کام کے کرنے کی نیت یا ارادہ کرتا ہے۔ دین اسلام میں نیت کے اخلاص کی بہت اہمیت ہے۔ کسی عمل میں مسلمان کے اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت، اس کے بتائے ہوئے طریقے مطابق اور اس کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے کیا جائے۔ یہی عمل صالح کہلاتا ہے، اس لیے کہ اس میں نیت نیک ہے۔ ہر عمل پر حصولِ انعام یا سزا کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت میں خیر اور خلوص شامل ہے تو اس کا پھل اچھا ملے گا اور اگر نیت فاسد ہے، یعنی اس میں محض دکھلاوا یا کوئی اور منفعت شامل ہے تو وہ دھوکہ اور جعل سازی کے مترادف ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''إنما الأعمال بالنیّات'' (صحیح بخاری) عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے اور آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔'' (یہ حدیث کا صرف ایک حصہ نقل کیا ہے۔ یہ حدیث اصلاح و تربیت کے باب کی نہایت اہم حدیث ہے۔) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت ٹھیک ہے تو اس کا ثواب ملے گا، ورنہ نہیں ملے گا۔ کوئی عمل چاہے وہ دیکھنے میں نیک ہو، اس کا اجر آخرت میں صرف اسی صورت میں ملے گا جب وہ خدا کی خوشنودی کے لیے کیا گیا ہو۔ اگر اس عمل کا محرک دنیا طلبی ہو، یعنی اسے کسی اپنی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لیے انجام دیا گیا ہو تو آخرت میں اس

کا کوئی اجر نہیں ملے گا، بلکہ ممکن ہے ریا کاری کا الزام عائد ہو۔ اس حقیقت کو اس حدیث میں آ گے چل کر ہجرت کی مثال دے کر واضح کیا کہ دیکھو ہجرت کتنا بڑا نیکی کا کام ہے، لیکن اگر کوئی خدا اور رسول کے لیے نہیں، بلکہ اپنی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لیے ہجرت (ترکِ وطن) کرتا ہے تو آخرت میں اس کو اس عمل کا جو بظاہر بڑی نیکی ہے، کچھ ثواب نہ ملے گا، بلکہ سزا کا مستحق ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

''اللہ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے اعمال کو نہ دیکھے گا، بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھے گا۔''

عمل کسی بھی نیت سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، وہ دلوں کا حال جانتا ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ'' (سورۃ المائدۃ، آیت نمبر: ۷)

''بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔''

اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ شیطان کے دھوکے یا نفس کے چکر سے بچے اور ہر کام خلوص نیت سے کرے۔ دنیاوی زندگی مختصر ہے، عمل کا وقت پھر نہیں آئے گا اور یہی عمل آخرت میں کام آئے گا، گویا جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا۔

(ب) ایمانیات

ایمان کے معنی کسی پر اعتماد کرنا اور اس کی وجہ سے اس کی بات کو سچ ماننا۔

جب آدمی کو کسی کی سچائی کا یقین ہوتا ہے تب ہی اس کی بات مانتا ہے، ایمان کی اصل روح یہی اعتماد و یقین ہے۔ اور آدمی کے مؤمن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان تمام باتوں کو حق مان کر دل سے قبول کرلے، جو اللہ کی طرف سے رسولوں کے ذریعہ آئی ہیں۔

دین اسلام میں داخل ہونے کی بنیادی شرط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتائی کہ آدمی پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتماد کا اظہار کرے اور سچ مان کر پڑھے: ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' یعنی ایمان لایا میں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، معبود حقیقی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے مقرب و پسندیدہ بندے اور رسول ہیں۔ اس اقرار کے بعد آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے، لیکن ایمان دراصل اپنے خصوصی مفہوم میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، آسمانی کتابوں پر، ملائکہ پر، قیامت پر اور تقدیر پر ایمان لانے اور عقیدہ رکھنے کا نام ہے۔

ایمان کا دارومدار حقائق کے اقرار سے ہے، جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، دوسرے لفظوں میں ایمان اساساتِ دین کا اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے، جس کے بنیادی کلمات حسب ذیل ہیں:

(۱) ایمان کی بنیادیں

ایمانِ مجمل:

''اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ م بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ م بِالْقَلْبِ''

ترجمہ: ''میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے، زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔''

ایمانِ مفصل

''اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ''

ترجمہ: ''میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر کا خالق اللہ ہے اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر۔''

یہ بنیادی کلمات ہیں، ان کی الگ الگ تشریح درج ذیل ہے:

(۲) اللہ پر ایمان لانے کا مطلب

ایمان باللہ یعنی اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تسلیم کرلے کہ اللہ واحد ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ کائنات کا پیدا کرنے والا اور تنہا اس کا انتظام چلانے والا ہے، کسی کام میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہر شئے اس کے تابع ہے اور یہ کہ ہر قسم کے عیب اور ہر قسم کی کمی سے اس کی ذات پاک ہے، وہ تمام اچھی صفتوں کا مالک ہے اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ بندوں کے لیے لازم ہے وہ

خدا کی راہ اپنے لیے پسند کریں اور اس راہ میں جو مصیبت پیش آئے، اس کو برداشت کریں اور خدا کے سہارے آگے بڑھتے جائیں۔ نیز اللہ کی طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی ہر ہدایت کو سچ جانیں اور اس پر اللہ کی رضا کے لیے صدقِ دل سے عمل کریں۔ بندہ عبادت کرے تو خدا کی، بندوں سے محبت کرے تو خدا کے لیے، پیسہ خرچ کرے تو خدا کے محتاج و بے سہارا بندوں پر خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے اور خرچ کرکے خوشی حاصل کرے اور اگر جنگ کرے تو خدا کے لیے کرے۔ اسی طرح اور تمام باتیں جو اللہ نے قرآن مجید میں ہدایت کے لیے لکھی گئی ہیں ان پر عمل کرے، تاکہ ایمانِ کامل نصیب ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ أَحَبَّ لِلّٰہِ وَأَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ۔''

(بخاری، ابوامامہ)

''جس نے اللہ کے لیے دوستی کی اور اللہ کے لیے دشمنی کی اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روک رکھا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔''

مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی تربیت کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ جس سے جڑتا ہے اور جس سے کٹتا ہے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جڑتا ہے اور کٹتا ہے۔ اس کی کسی سے محبت یا نفرت اپنی ذاتی غرض کے لیے نہیں ہوتی، بلکہ صرف خدا اور اس کے دین کی خاطر ہوتی ہے، جب آدمی کی یہ حالت ہو جائے تب سمجھو کہ اس کا ایمان مکمل ہوا۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب

فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ وہ اللہ کی پاکیزہ مخلوق ہیں، وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے، ہر وقت خدا کی بندگی میں لگے رہتے ہیں، وفادار غلام کی طرح مالک کا ہر حکم بجالانے کے لیے ہاتھ باندھے اس کے حضور میں کھڑے رہتے ہیں، دنیا میں نیک کام کرنے والوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، ان میں چار فرشتے خاص ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام، (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام، (۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام اور (۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام۔

(۴) کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب

کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسولوں کے ذریعہ وقتاً فوقتاً جو ہدایت نامے بھیجے ہیں، سب کو سچا مانے، ان میں آخری ہدایت نامہ قرآن مجید ہے۔ اگلی اُمتوں نے اپنی کتابیں بگاڑ ڈالیں، تب آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن مجید نازل فرمایا جو صاف اور واضح ہے، جس میں کوئی نقص نہیں اور ہر قسم کے بگاڑ سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور اب اس کتاب کے سوا دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں، جس کے ذریعہ خدا تک پہنچا جا سکتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی پیروی کرے گا وہ نہ تو دنیا میں بے راہ ہوگا اور نہ آخرت میں اس کے حصہ میں محرومی آئے گی۔''

اللہ تعالیٰ اس کتاب میں فرماتا ہے:

''فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى'' (سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر: ۱۲۳)

''جو شخص میرے ہدایت نامہ کی پیروی کرے گا وہ نہ تو دنیا میں بھٹکے گا اور نہ آخرت میں بدبختی سے دوچار ہوگا۔''

یہ کتاب دنیا میں انسان کے ہر شعبۂ زندگی کے لیے مکمل سرچشمۂ ہدایت اور راہنما ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ (آیت نمبر: ۲، ۳، ۴) کی شروع کی آیات میں فرماتا ہے:

''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ

یُوۡقِنُوۡنَ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ"

ترجمہ: ''یہ وہ کتاب ہے، جس میں کوئی بھی شک نہیں، پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا اور اس پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے (رسولوں پر) اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں، وہ لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قرآن مجید میں پانچ چیزیں ہیں: حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال، پس حلال کو حلال سمجھو، حرام کو حرام قرار دو۔ محکم (قرآن کا وہ حصہ جس میں عقیدہ اور قانون وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے) پر عمل کرو اور متشابہ (قرآن کا وہ حصہ جس میں آخرت کی باتیں بیان ہوئی ہیں، جیسے: جنت، دوزخ، عرش، کرسی، وغیرہ) پر ایمان رکھو (اور اس کی کرید میں مت پڑو) اور امثال (قوموں کی تباہی کے عبرتناک قصوں اور گزشتہ رسولوں کی امتوں کے واقعات) سے عبرت حاصل کرو۔''

مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی قرآنی تعلیمات کو خوب سمجھ کر اس کے تابع کر دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے گزار دے، خواہ اُسے کیسی ہی آزمائشوں سے گزرنا پڑے، ہر حالت میں ثابت قدمی ہی ایمان کی نشانی ہے۔

(۵) رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب

رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جتنے رسول خدا کی طرف سے آئے سب سچے ہیں، ان سب رسولوں نے بلا کسی کمی بیشی کے خدا کی باتیں لوگوں تک پہنچائیں، اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب انسانوں کی نجات صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

طریقے کی پیروی میں ہے، اس لیے یہ تسلیم کرلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، ہدایت والی کتاب یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے واسطے نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کتاب پر خود بھی عمل کیا اور اپنی امت کو اسی پر عمل کرنے کی ہدایت کی، لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، جس پر عمل کرنا چاہیے اور بہترین سیرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ ہے، جس کی پیروی کرنی چاہیے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش اپنے ارادہ اور اپنے قلبی رجحانات کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہدایت کے تابع کردے۔ قرآن مجید کے ہاتھ میں اپنی خواہش کی لگام دے دے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے کوئی معنی نہیں۔ نیز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب اور سب کے لیے رحمت بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندوں کے بہی خواہ اور ان کے ساتھ بہت شفیق ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' (انسؓ، بخاری، مسلم)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص (مطلوبہ درجہ کا) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مؤمن تب ہی بنتا ہے، جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے دین کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ جب آدمی ساری محبتوں اور ان کے تقاضوں کو ٹھکرا کر صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کو تیار ہوجائے تو سمجھ لیجیے کہ وہ پکا سچا مؤمن ہے۔ محب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور یہی مقصد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا ہے۔

(٦) آخرت پر ایمان لانے کا مطلب

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے، جس میں انسانوں کی زندگی کے پورے ریکارڈ کی جانچ پڑتال ہوگی تو جس کے اعمال پسندیدہ ہوں گے، وہ انعام پائے گا اور جس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں گے وہ سزا پائے گا۔ سزا بھی لامحدود ہوگی اور انعام بھی لامحدود۔ سب کے ہاتھ میں ان کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوں گے اور خوف سے پسینہ میں غرق ہوں گے۔ اس وقت کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اگر کوئی شخص قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو اُسے چاہیے کہ تین سورتیں پڑھے: (ا)''اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ''(٢) ''اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ''،(٣) ''اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ''(پارہ: ٣٠،سورۃ التکویر، آیت نمبر: ١، ٢، ٣)۔''

ان تینوں سورتوں میں قیامت کا نہایت مؤثر انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔'' روزِ قیامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ'' (سورۃ المطففین، آیت نمبر: ٦)...... ''اس دن کا تصور کرو، جب لوگ حساب کے لیے رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔'' کیسا سخت دن ہوگا اس دن کی سختی مجرموں اور باغیوں (منکروں) کے لیے ہوگی۔

انہیں وہ دن ایک ہزار برس کا معلوم ہوگا، البتہ وہ دن مؤمن کے لیے جو سچے دل سے ایمان لائے، پھر عمل صالح کیے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے، شرک و کبیرہ گناہوں سے بچتے رہے، ایسے لوگوں کے لیے ہلکا ہوگا، صرف ہلکا ہی نہیں، بلکہ فرض نماز کی طرح اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گا، اس دن مجرموں کی زبان کو مہر لگا دی جائے گی، اس کے اعضاء اس کے جرم کی گواہی دیں گے، جو کام دکھلاوے یا ذاتی شہرت و عزت کے لیے کیے گئے وہ بھی ظاہر ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ'' (بخاری، مسلم)

''جہنم کو لذتوں اور نفس کی خواہش سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے گھیر دیا گیا ہے۔''

مطلب یہ کہ جو شخص اپنے نفس کی پوجا کرے گا اور دنیا کی لذتوں میں پڑے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اور جس کو جنت لینے کی تمنا ہو تو وہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے کانٹوں بھری راہ اختیار کرے۔ اپنے نفس کو شکست دے کر اسے ہر مشقت ہر ناگواری کو اللہ کی خاطر گوارا کرنے پر مجبور کرے۔ دنیا والوں کو خوش کرنے کے لیے ان سے مجبور نہ ہو، جب تک کوئی شخص اس دشوار گزار گھاٹی کو پار نہیں کرتا، آرام اور راحت کی جنت میں کیسے پہنچے گا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ سے ڈریں، موت کو یاد رکھیں، نیک عمل خلوصِ دل سے کرنے کی کوشش کریں، نماز، روزہ، زکوٰۃ سے غافل نہ ہوں۔ اللہ عاجزی پسند کرتا ہے، اُس سے اپنے گناہوں کی ہمہ وقت معافی مانگیں اور گناہوں سے توبہ کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے سنا: ''اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا'' (مسند احمد) ''اے اللہ! مجھ سے آسان محاسبہ کیجیو'' تو میں نے پوچھا: ''آسان محاسبہ'' کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کا نامۂ اعمال دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر کرے۔'' پھر فرمایا: ''اے عائشہ! جس کا حساب کتاب لیتے وقت ایک ایک چیز کی کُرید کی گئی تو اس کی خیر نہیں۔''

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''میں نے جہنم کی آگ سے زیادہ خطرناک چیز کوئی نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت سے زیادہ عمدہ چیز نہیں دیکھی، جس کا چاہنے والا سو رہا ہے۔''

مطلب یہ کہ کسی خطرناک چیز کو دیکھنے کے بعد یا اس کے متعلق معلوم ہونے کے بعد آدمی کی نیند اُڑ جاتی ہے، وہ اس سے بھاگتا ہے اور جب تک اطمینان نہ ہو جائے سوتا نہیں۔ اسی طرح جس کسی اچھی چیز کی فکر ہو جاتی ہے تو جب تک وہ مل نہ جائے نہ سوتا ہے، نہ چین سے بیٹھتا ہے۔

اگر یہ حقیقت ہے تو جنت کی تمنا کرنے والے سو کیوں رہے ہیں؟ اور جہنم سے بھاگنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ جس کو کسی چیز کا ڈر ہوتا ہے اور جس کے اندر کسی چیز کی تڑپ ہوتی وہ چین سے نہیں بیٹھتا۔ لوگوں کو چاہیے کہ جہنم جیسی خطرناک چیز سے بچنے اور جنت جیسی عمدہ چیز حاصل کرنے کی کوشش میں

لگ جائیں، ورنہ پچھتانا پڑے گا اور کوشش یعنی عمل کا وقت گزر چکا ہوگا۔ روزِ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے۔

(۷) تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کو مانا جائے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یہاں صرف اسی کا حکم چلتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ اور چاہتا ہو اور دنیا کا کارخانہ کسی اور ڈھب سے چل رہا ہو، ہر خیر و شر اور ہدایت و گمراہی کا ایک قانون ہے، جس کو اس نے پہلے سے بنا دیا ہے۔ خدا کے شکر گزار بندوں پر جو مصیبت آتی ہے، جن مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور جو آزمائش اُن پر آتی ہے، یہ سب حالات ان کے رب کے حکم اور پہلے سے طے کیے ہوئے قانون کے تحت آتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حدیث بخاری و مسلم) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ: ''تم میں سے ہر شخص کی جنت اور دوزخ لکھی جا چکی ہے۔'' لوگوں نے اس پر کہا: ''اے اللہ کے رسول! پھر ہم اپنے لکھے ہوئے کا کیوں نہ سہارا لیں اور عمل چھوڑ دیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، عمل کرو، کیونکہ ہر شخص کو اسی چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو خوش نصیب ہو اس کو جنتی کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو بدنصیب (جہنمی) ہے، اس کو جہنمی کاموں کی توفیق ملتی ہے۔'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ ''وَاللَّيۡلِ'' کی یہ آیتیں پڑھیں:

''فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى
وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى وَ كَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى''

(آیات نمبر:۵،۶،۷)

یعنی ''جس نے مال خرچ کیا اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور بہترین بات کی تصدیق کی، (یعنی اسلام لایا) تو ہم اس کو اچھی زندگی (یعنی جنت) کی توفیق دیں گے اور جس نے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیا اور خدا سے بے پرواہ رہا اور اچھی زندگی (یعنی جنت) کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف والی زندگی (جہنم) کی توفیق دیں گے۔''

یعنی اللہ کے یہاں بات طے ہے کہ آدمی اپنے کن اعمال کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہوگا، اور وہ کن اعمال کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔ خدا نے اس تقدیر کو بڑی تفصیل سے قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بڑی وضاحت سے فرما دیا ہے۔ اب یہ آدمی کا کام ہے کہ وہ جنت کی راہ لے یا دوزخ کی، دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا اس کی ذمہ داری ہے اور اس کی ذمہ داری اس لیے ہے کہ خدا نے اس کو ارادہ کی آزادی بخشی ہے اور راستہ کے انتخاب میں آزاد چھوڑا ہے۔

یہی آزادی اس کو سزا دلوائے گی اور اس کی بدولت وہ جنت میں جائے گا۔ بہت سے کند ذہن اپنی ذمہ داری کو خدا کے سپرد ڈال دیتے اور اپنے کو مجبور سمجھ لیتے ہیں اور اس طرح تقدیر کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔

ابی خزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ: ''یہ دعا تعویز جسے ہم اپنی بیماریوں کے سلسلہ میں کرتے ہیں اور یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لیے اختیار کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ سب چیزیں بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔'' (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے یہ بیماری ہمارے لیے لکھی اُسی خدا نے یہ بھی طے کیا کہ یہ فلاں دوا سے اور فلاں تدبیر سے دور کی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اور انسان کے آسانی سے سمجھنے کے لیے اس کے ہر کام کے لیے اسباب مہیا کر دیئے ہیں، اسباب تقدیر کے مطابق ہی بنتے ہیں، درمیان میں آدمی کی کوشش، محنت، تدبیر شامل ہو جاتی ہے۔

مقدر کے مطابق ہی بنتے ہیں اسباب من اللہ انساں کے لیے
ویسے کرتا ہے انساں تدبیر جتنی جس کی سمجھ میں آتی ہے

خدا بیماری کا اور اس کو دور کرنے والی دوا کا بھی خالق ہے۔ سب کچھ اس کے طے شدہ ضابطے اور قاعدہ قانون کے تحت ہوتا ہے۔

نفع ونقصان کا بھی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (مشکوٰۃ):

ایک دن جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں، (غور سے سن) دیکھ تو خدا کو یاد رکھ تو خدا تجھے یاد رکھے گا۔ تو خدا کو یاد رکھ، تو خدا کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو خدا سے مانگ، جب تو کسی مشکل میں مدد کا طلاب ہو تو خدا سے مدد طلب کر، خدا کو اپنا مددگار بنا اور اس بات کا یقین کر کہ لوگ متحدہ طور پر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لکھ دیا ہے (یعنی کسی کے پاس دینے کو کچھ ہے ہی نہیں کہ دے گا، سب کچھ تو خدا کا ہے، وہ جتنا دینے کا کسی کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اتنا ہی ملتا ہے، چاہے جس کے ذریعہ سے ملے اور اگر لوگ اکٹھا ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے کہ جو اللہ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے۔ (تو پھر اللہ ہی کو اپنا واحد سہارا بنانا چاہیے)۔''

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''طاقتور مومن بہتر اور خدا کو زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت کمزور مومن کے اور دونوں ہی میں خیر و منفعت ہے اور تو (آخرت میں) نفع دینے والی چیز کا حریص بن اور اپنی مشکلات میں خدا سے مدد طلب کر اور ہمت نہ ہار اور تجھ پر کوئی مصیبت آ پڑے تو یوں مت سوچ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا، بلکہ یوں سوچ کہ اللہ نے یہ مقدر فرمایا، جو اس نے چاہا کیا، اس لیے کہ ''لَوْ'' (اگر) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔''
(مشکوٰۃ، ابوہریرہؓ)

یعنی اگر مگر کے چکر میں نہ پڑ، مؤمن اپنی ذہانت، اپنی تدبیر و قوت کو سہارا نہیں بناتا، بلکہ اس پر جب مصیبت آتی ہے تو اس کا ذہن یوں سوچتا ہے کہ یہ مصیبت میرے رب کی طرف سے آئی ہے، یہ تو میری تربیت کا ایک حصہ ہے اور اس طرح یہ مصیبت اس کے توکل کو بڑھانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ غرض اللہ کی تقدیر پر راضی رہے، اس کے بتائے ہوئے راستہ پر عمل کرے اور نتیجہ اللہ کے سپرد کر دے۔ ان شاء اللہ رضاء الٰہی نصیب ہوگی جو عین مقصود ہے۔ الغرض جو لوگ ایمان لائے اور کتاب و سنت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف رہتے ہیں، تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اپنی لغزش اور گناہوں کی اللہ سے معافی طلب کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے اوصاف اس طرح

بیان کرتا ہے:

''اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَلصّٰبِرِیۡنَ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡمُنۡفِقِیۡنَ وَالۡمُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ'' (القرآن، پارہ:۳،سورۂ آل عمران، آیات نمبر:۱۶، ۱۷)

ترجمہ:''وہ (لوگ) کہتے ہیں: اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے ہیں، سو ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ جب ایمان والے لوگ اعمالِ صالحہ بجالانے کے ساتھ اپنی بخشش کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوکر دوسرے لوگوں کی نصیحت کے لیے ان لوگوں کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ ظاہر ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ان سے راضی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہی نیک توفیق اور ہمت وطاقت عطا فرمائے اور ایمانِ کامل نصیب فرمائے، آمین۔

(۸) شش کلمے

یہ کلمے مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہیں، جہاں تک ہوسکے ان کے معنی سمجھ کر روزانہ صبح بعد نمازِ فجر ضرور پڑھنا چاہیے، اس سے ایمان تازہ رہتا ہے۔

اول کلمہ طیب

''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ''

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

دوسرا کلمہ شہادت

''اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

تیسرا کلمہ تمجید

''سُبۡحَانَ اللهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ''

''اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں، مگر اللہ کی طرف سے، جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

چوتھا کلمہ توحید

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ يُحۡيِيۡ وَيُمِيۡتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوۡتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ بِيَدِهِ الۡخَيۡرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ''

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لیے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے تعریف ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے، اس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے گی، بڑے جلال اور بزرگی والا ہے، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پانچواں کلمہ استغفار

''اَسۡتَغۡفِرُ اللهَ رَبِّيۡ مِنۡ كُلِّ ذَنۡبٍ اَذۡنَبۡتُهٗ عَمَدًا اَوۡ خَطَأً سِرًّا اَوۡ

عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ ''

''میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے، ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر، چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے جس کو میں نہیں جانتا، (اے اللہ!) بے شک تو عیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کے بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں، مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

چھٹا کلمہ ردِ کفر

'' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ''

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شیئے کو تیرا شریک بناؤں جان بوجھ کر اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جس کو میں نہیں جانتا اور میں نے اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائیوں سے اور بہتان سے اور تمام گناہوں سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

(ج)عبادات

دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں:۱:-ایمان یعنی شہادتِ توحید ورسالت، ۲:-اقامتِ صلوٰۃ، ۳:-ادائے زکوٰۃ، ۴:-صومِ رمضان، اور ۵:-حج بیت اللہ۔

شہادتِ توحید ورسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، معبودِ حقیقی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور برگزیدہ رسول ہیں۔ دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہ ابتدائی شرط ہے۔ ویسے ایمان دراصل اپنے خصوصی مفہوم میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، آسمانی کتابوں پر، ملائکہ پر، قیامت پر اور تقدیر پر پختہ عقیدہ رکھنے کا نام ہے۔

ایمان کے بعد ہی عمل کا دروازہ کھلتا ہے، عمل ایمان کی کسوٹی ہے، تعلق باللہ درست رکھنے، بندوں کے ایمان ویقین میں پختگی پیدا کرنے اور جسمانی وروحانی پاکیزگی قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے احکام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نازل فرمائے، یعنی قیامِ نماز، ادائے زکوٰۃ، روزہ اور حج بیت اللہ، ان اعمال کا تعلق جسمانی، روحانی اور مالی عبادات سے ہے۔

(۱)نماز

نماز کے متعلق چند ارشاداتِ ربانی

۱:-" هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ " (سورۃ البقرۃ، آیات نمبر:۲،۳)

ترجمہ:"ان پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب کی تصدیق کرتے اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

۲:-"وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ " (سورۃ ہود، آیت نمبر:۱۱۴)

ترجمہ:"اور نماز قائم کرو دن کے دونوں طرف (یعنی فجر و مغرب) اور کچھ حصہ رات کا (یعنی عشاء و تہجد)۔"

۳:-"اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ "

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۷۸)

ترجمہ:"آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو اور صبح کی نماز بھی (یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر، پانچ وقت کی نماز کا حکم ہوا)۔"

۴:-" حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ " (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۳)

ترجمہ:"تمام نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے نماز قائم رکھنے والے یا غفلت برتنے والے بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ "

(سورۃ النور، آیت نمبر:۳۷)

ترجمہ:"(صالحین) وہ ہیں کہ ان کو ان کی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ قیامت کے اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔"

''فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ''

(سورۃ الماعون، آیات: ۴، ۵)

ترجمہ: ''خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز (کی اہمیت) سے بے خبر ہیں، یعنی بے وقت پڑھتے ہیں اور کبھی پڑھتے اور کبھی نہیں پڑھتے ہیں۔''

ان کے علاوہ اور بہت جگہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے، قائم رکھنے، اچھی طرح رکوع و سجود کرنے کی تاکید فرمائی، حکم کی تعمیل کرنے والے کے فضائل بیان کیے اور نہ پڑھنے والے کے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔

الغرض ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر پانچ وقتہ نماز فرضِ عین ہے، اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور اس کا بلا عذر شرعی چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے۔ یہ خالص عبادتِ بدنی ہے، اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی، یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس کے بدلے زندگی میں کچھ مال بطور فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ یہ دین کا ستون ہے، اس کا قائم رکھنا دین کا قائم رکھنا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ہر جگہ نماز کے سلسلہ میں اس کو قائم رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، تاکہ نماز کو دوام حاصل رہے۔ ترک یا ناغہ نہ ہو، یہ سفر و حضر، کمزوری یا بیماری کسی حالت میں معاف نہیں۔ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر یا مجبوری لیٹے ہوئے ہی پڑھ سکتا ہے، پڑھنا ضرور ہے۔

نماز باجماعت ادا کرنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ثواب ہے، اس لیے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی تاکید ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ''

(پارہ:۱، البقرۃ، آیت نمبر: ۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید ہے۔ نماز کی نیت کرتے وقت بندہ یہ سمجھے کہ میں معبودِ حقیقی کے سامنے کھڑا ہوں، میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو سمجھے کہ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ نماز سے بہت سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ '' (سورۃ العنکبوت، آیت نمبر: ۴۵)
''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

اس کے علاوہ ان نمازوں کے ذریعہ بندے کے گناہ معاف کرتا ہے۔ نماز سے انسان کے دل میں شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں وہ خدا کی اطاعت کی راہ میں برابر بڑھتا جاتا ہے اور نافرمانیوں سے اس کا ذہن دور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس سے کبھی غلطی ہوتی بھی ہے، تو جان بوجھ کر نہیں ہوتی اور وہ فوراً اپنے رب کے سامنے شرمندگی سے گر پڑتا ہے اور رو کر معافی مانگتا ہے۔ اس طرح بندے کی وہ غلطی ہی معاف ہی نہیں ہوتی، بلکہ وہ اللہ کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن تقریر فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص اپنی نمازوں کو ٹھیک طور سے دیکھ بھال کر پڑھے گا تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن روشنی اور دلیل بنیں گی اور باعث نجات ہوں گی۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، تو جس شخص نے بہتر طریقہ پر وضو کیا اور ان نمازوں کو مقررہ وقتوں میں ادا کیا اور رکوع وسجود ٹھیک سے کیے، اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازوں میں جھکا رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت اپنے ذمہ لے لی، اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے، اگر چاہے تو بخش دے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔'' (ابوداؤد، عبادہ بن صامتؓ)

یعنی نماز کے سلسلہ میں اس بات پر توجہ ہونی چاہیے کہ وضو ٹھیک طریقہ سے کیا جائے، مقررہ وقت کے اندر نماز پڑھے رکوع وسجود اچھی طرح کرے، جلدی جلدی نہیں اور آخری بات یہ کہ نماز میں دل دنیا کے کاروبار اور دیگر خیالات کی وادیوں میں نہ بھٹکتا رہے، بلکہ خدا کی طرف متوجہ رہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس نے اس طرح کی نمازیں پڑھی ہوں، اور اس کے دل کا یہ حال رہا ہو تو زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی وہ خدا کا بندہ بننے کی کوشش کرے گا۔

(۲) نمازِ تہجد کی فضیلت

فرض نماز کے علاوہ نفل نماز پڑھنا بھی اللہ کو بہت پسند ہے۔ نفل نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ تہجد کے وقت کی نماز پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

''وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:۷۹)

''اور کسی وقت رات میں تہجد پڑھا کرو جو تیرے لیے زائد چیز ہے، قریب ہے کہ تیرا رب مقامِ محمود میں پہنچا دے۔''

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا کہ اپنے مدارجِ عالیہ کو بلند کرنے کے لیے ایک زائد نماز (نفل تہجد) بھی پڑھا کیجیے اور اسی یادِ الٰہی کی خصوصیت مزیدہ کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب مقامِ محمود (مدارجِ عالیہ) عطا فرمائے گا۔ مقامِ محمود صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مخصوص ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزِ قیامت عطا ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ باری تعالیٰ کی ایسی تعریف فرمائیں گے جو اس سے قبل کبھی نہیں بیان کی ہوگی، اور پھر بحکم ربی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کی شفاعت فرمائیں گے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد کے وقت اللہ کی عبادت کرنے کا اتنا بڑا صلہ نصیب ہوگا، تو اُمتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ادا کرنے کی غرض اور باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آرام کو ترک کر کے تہجد کی نماز پڑھے گا، اور اپنی خطاؤں کی مغفرت طلب کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے کی بخشش فرمائیں گے، درجات بلند فرمائیں گے، وہ اللہ کا محبوب بندہ ہو جائے گا۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نظر آنے والے آسمان پر آتا ہے اور بندوں کو بلاتا ہے، کہتا ہے کہ: کون مجھے پکارتا ہے کہ اس کی

مدد کو دوڑوں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ اسے دوں؟ کون مجھ سے معافی مانگتا ہے کہ اسے معاف کردوں؟ ۔'' (حدیث بخاری، مسلم، ابوہریرہؓ)

گویا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزولِ رحمت کا وقت ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اپنے جن اعمال سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھ کو وہ اعمال ہیں جن کو میں نے اس کے اوپر فرض کیا ہے اور میرا بندہ برابر نفلوں کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے اور جب میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔'' (بخاری)

جو شخص اللہ سے قربت اور نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے خدا کے فرض کیے ہوئے احکام پر عمل کرنے کی فکر کرتا ہے، پھر اتنے ہی پر بس نہیں کرتا، بلکہ بطور خود اللہ کی محبت کے غلبہ کی وجہ سے نفل نمازوں اور نفلی روزوں اور نفل صدقہ اور دوسرے نیکی کے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے جسم وجان کی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ اپنی حفاظت ونگرانی میں لے لیتا ہے، اب اس کی آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں اور اس کی ساری قوتیں اللہ کی خوشنودی میں لگ جاتی ہیں اور شیطان اس کی قوتوں کا کوئی حصہ نہیں پاتا۔

(۳) صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

صلوٰۃ التسبیح بھی نفل نماز ہے۔ اس کی بھی بہت فضیلت ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یہ نماز پڑھتا ہے، اس کے سہواً، عمداً، ظاہر، پوشیدہ، چھوٹے، بڑے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ روزانہ یا ہفتہ میں ایک مرتبہ یا مہینہ میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا کم

از کم عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے۔ یہ نماز بعد زوال اور قبل نماز ظہر یا جمعہ ادا کرنی چاہیے یا دوسرے وقت میں پڑھے۔

طریقۂ ادائیگی

چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھیں، اول ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ '' پوری پڑھے، پھر پندرہ مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ '' پڑھیں، پھر ''اَلْحَمْدُ '' شریف اور کوئی سورۃ پڑھیں، پھر دس بار پڑھیں، پھر دس بار رکوع میں، پھر دس بار قومہ (یعنی رکوع سے کھڑے ہوکر) دس بار اول سجدے میں، پھر دس بار جلسے (یعنی جب پہلا سجدہ کر کے بیٹھنے) میں، پھر دس بار دوسرے سجدے میں، اسی طرح یہ تسبیح ایک رکعت میں ۷۵ بار ہوگئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں پڑھیں، گویا چار رکعت میں یہ تسبیح تین سو بار پڑھی گئی۔ (مشکوٰۃ، عالمگیری، شامی)

بہتر ہے پہلی رکعت میں سورۂ ''اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ '' دوسری رکعت میں سورۃ ''اَلْعَصْرِ ''، تیسری رکعت میں سورۂ ''قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ''اور چوتھی رکعت میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' شریف پڑھیں۔ (غایۃ الاوطار)

اگر کسی کو یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو کوئی اور سورتیں پڑھیں۔

(۴) زکوٰۃ

زکوٰۃ کے متعلق متعدد جگہ اور عموماً نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ کلام پاک میں زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔ اس جگہ زکوٰۃ کے حکم میں ایک ہی ارشادِ ربانی پر اکتفا کیا ہے، فرمایا:

'' وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ '' (سورۃ النور، آیت نمبر:۵۶)

''اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

یعنی احکام بدنیہ (صلوٰۃ) اور مالیہ (زکوٰۃ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری

اطاعت کرو، تا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اس آیت مبارکہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ مال پر زکوٰۃ بھی ادا کرنے کا حکم فرمایا، یعنی جس طرح نماز فرض ہے، اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے، اور مزید ہدایت فرمائی کہ نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کے طریقے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھو۔ اگر تم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم رحمت نازل فرمائے گا، یعنی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوں گے، روزی میں برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ہیں جو حاصل ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم۔'' (متفق علیہ)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لیا جائے گا اور اسے ان کے ضرورت مندوں کو لوٹایا جائے گا۔''

صدقہ کا لفظ زکوٰۃ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جس کا ادا کرنا قانوناً ضروری ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ اور اس کا اطلاق ہر اس مال پر بھی ہوتا ہے، جو بطور خود آدمی اپنی خوشی سے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس حدیث کا لفظ ''تُرَدُّ'' (لوٹایا جائے گا) صاف بتاتا ہے کہ زکوٰۃ مالداروں سے وصول کر کے سوسائٹی کے غریب اور حاجت مندوں کو دی جائے گی، یہ ان کا ہی حق ہے۔

زکوٰۃ یا صدقات کا مال کیسا ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ''

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۲۶۷)

''اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو (زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر) اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے اور اس میں سے ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو، حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو، مگر یہ

کہ چشم پوشی کر جاؤ اور سمجھ لو کہ بے شک اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔''

یعنی خیرات، صدقات یا زکوٰۃ قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہ ہو، نیز زمین سے جو اَناج وغیرہ حاصل ہوتا ہے، اس پر بھی زکوٰۃ دو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دو یہ نہیں کہ بری چیز خیرات میں لگا دو، اللہ محتاج نہیں، وہ بے پرواہ ہے اور خوبیوں والا ہے، جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی یا اس کے برابر مال ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہے، زکوٰۃ مال کا چالیسواں حصہ ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے انجام کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو اس کا یہ مال قیامت کے دن نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا، جس کے سر پر دو سیاہ نقطے ہوں گے (یہ انتہائی زہریلے ہونے کی علامت ہے) اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑوں کو یہ سانپ پکڑ لے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''

(صحیح بخاری)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ''

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۱۸۰)

یعنی ''وہ لوگ جو اپنے مال خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، وہ یہ نہ خیال کریں کہ ان کا یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہوگا، بلکہ وہ مؤثر ثابت ہوگا۔ ان کا یہ مال قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔''

گویا ان کے لیے سخت تباہی کا باعث ہوگا۔

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے اور کس حساب سے ادا کرنا ہے؟ اس کی اچھی طرح تحقیق کر لی جائے، تاکہ ادائیگی میں غلطی نہ ہو۔

صدقۂ فطر کا مقصد

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرہ کی زکوٰۃ کو اُمت پر فرض (واجب) کیا، تاکہ وہ ان بے کار اور بے حیائی کی باتوں سے جو روزہ کی حالت میں روزہ دار سے سرزد ہوجاتی ہیں، کفارہ بنے اور غریبوں، مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہوجائے۔ (حدیث ابوداؤد) مطلب یہ ہے کہ صدقۂ فطر جو شریعت میں واجب کیا گیا ہے، اس کے اندر دو مصلحتیں کام کررہی ہیں۔ ایک یہ کہ روزہ دار سے روزہ کی حالت میں باوجود کوشش کے جو کوتاہی و کمزوری رہ جاتی ہے، اس مال کے ذریعہ اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔ اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ جس دن سارے مسلمان عید کی خوشی منا رہے ہوتے ہیں، اس دن سوسائٹی کے غریب لوگ فاقہ سے نہ رہیں، بلکہ ان کی خوراک کا کچھ نہ کچھ انتظام ہوجائے، غالباً یہی وجہ ہے کہ گھر کے سارے ہی لوگوں پر فطرہ واجب کیا گیا ہے اور نمازِ عید سے پہلے دینے کی تاکید آئی ہے۔

اناج جو کھیتوں میں پیدا کیا جاتا ہے، خواہ بارش کے پانی سے زمین سیراب ہو یا بہتے چشمہ یا نہر سے یا زمین دریا کے قریب ہونے کی وجہ سے پانی دینے کی ضرورت نہ پڑتی ہو، ان کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالا جائے گا۔

(۵) روزہ

دن کے ایک مقررہ وقت میں صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام روزہ نہیں ہے، بلکہ قانونِ الٰہی کی پابندی سکھلانا روزے کا خاص مقصد ہے۔ گزشتہ امتوں سے بھی روزے اسی وجہ سے رکھوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کلامِ پاک میں فرماتا ہے:

’’يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ‘‘ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۱۸۳)

’’اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔‘‘

پھر آیت: ۱۸۴ اور ۱۸۵ میں تفصیل کے ساتھ فرمایا: ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ ...... وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ'' (سورۃ البقرۃ)

''گنتی کے چند روز پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں، فدیہ ہے، ایک مسکین کا کھانا، پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو، رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو، اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، اس کا شکر کرو۔''

ان آیاتِ مبارکہ میں ماہِ رمضان کی اہمیت اور برکت بیان فرمائی کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ نے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے واسطے اپنا کلامِ پاک نازل فرمایا، پھر اس ماہ میں روزے فرض کیے، اور تاکید کی کہ اگر کسی وجہ سے کوئی روزے نہ رکھ سکے تو وہ باقی ماہ میں قضا ادا کرلے اور اگر اس قابل نہ ہو تو اس کا فدیہ یعنی ایک روزے کے عوض مسکین کا کھانا دے دے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کثرت سے بیان کرے، تلاوت کلام پاک کرے اور اس کی دی ہوئی نعمتوں اور برکتوں کا شکر ادا کرے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

''اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا، بڑی برکت والا مہینہ قریب آ گیا ہے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس مہینہ کی راتوں میں تراویح پڑھنا نفل کردیا ہے (یعنی فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے) جو شخص اس

مہینہ میں کوئی ایک نیک کام اپنے دل کی خوشی سے بطور خود کرے گا وہ ایسا ہوگا جیسے
کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں فرض ادا کیا ہو اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے
گا تو وہ ایسا ہوگا جیسے کہ رمضان کے سوا دوسرے مہینے میں کسی نے ستر فرض ادا کیے
ہوں اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ حاجت مندوں کے
ساتھ مالی ہمدردی کا مہینہ ہے۔''

صبر کا مہینہ ہونے سے مطلب یہ ہے کہ روزوں کے ذریعہ مؤمن کو خدا کی راہ میں جمنے اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ آدمی ایک وقت مقررہ سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے، اس سے اس کے اندر خدا کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، دنیا میں مؤمن کی مثال میدانِ جنگ کے سپاہی کی سی ہے جسے شیطانی خواہشوں اور بدی کی طاقتوں سے لڑنا پڑتا ہے، اگر اس کے اندر صبر کی صفت نہ ہو تو حملہ کی تاب نہ لاکر اپنے آپ کو دشمن (شیطان) کے حوالے کردے گا۔

''ہمدردی کا مہینہ'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ دار جن کو اللہ تعالیٰ نے کھاتا پیتا بنایا ہے، ان کو چاہیے کہ بستی کے حاجت مندوں کو خدا کے دیئے ہوئے انعام میں شریک کریں اور ان کی سحری اور افطار کا انتظام کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے ایمانی کیفیت کے ساتھ اور اجرِ آخرت کی نیت سے رمضان کے
روزے رکھے تو اللہ جل شانہٗ اس کے گناہوں کو معاف کردے گا، جو پہلے ہو چکے
ہوں اور جس نے نماز (تراویح) پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردے گا۔''

(حدیث، متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن مؤمن کے لیے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے
رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذّتوں سے روکا تو یہ رُکا رہا، تو

اے میرے رب! اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا، اپنی میٹھی نیند چھوڑ کر نماز میں قرآن پڑھتا رہا، تو اے خدا! اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر، اللہ جل شانہٗ ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ، عبداللہ بن عمرؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی جو کچھ اپنے گھر والوں اور مال اور پڑوسی کے سلسلے میں غلطی کرتا ہے (یعنی بیوی بچوں کی خاطر گناہ میں پڑ جاتا ہے، اسی طرح تجارت میں اور پڑوسیوں کے سلسلے میں بالعموم کوتاہی ہو جاتی ہے) تو نماز، روزہ اور صدقہ ان غلطیوں کا کفارہ بنتے ہیں۔''

(یعنی ان عبادات کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں کو معاف فرما دے گا، بشرطیکہ گناہ جان بوجھ کر نہ کیے گئے ہوں، بلکہ ہو گئے ہوں۔)

''آدمی جب روزہ رکھے تو چاہیے کہ تیل لگائے، (تاکہ) اس پر روزہ کا اثر و نشان دکھائی نہ دے۔''

مطلب یہ کہ روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے روزہ کی نمائش سے بچے، نہا دھو لے، تیل لگائے، تاکہ سستی دور ہو جائے اور ریا پیدا ہونے کا دروازہ بند ہو جائے۔

''سحری کھا لیا کرو، اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ (یعنی مسلمان) اچھی حالت میں رہیں گے، جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔''

مطلب یہ کہ یہود کی مخالفت کرو، وہ اندھیرا چھا جانے کے بعد روزہ کھولتے ہیں، تو اگر تم افطار سورج ڈوبتے ہی کرو گے اور یہودی کی پیروی نہ کرو گے، تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ تم دینی لحاظ سے اچھی حالت پر ہو۔

الغرض ماہِ رمضان بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ مؤمن کی تیاری کا زمانہ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے آخری ہفتہ سے روزہ رکھنا شروع کردیتے، یہاں تک کہ رمضان کے روزے سے سلسلہ مل جاتا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی سے پوری طرح اپنے آپ کو رمضان کے روزے کے لیے تیار کرلیتے۔ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت کرتے اور اپنی بیویوں کو جگاتے (تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ جاگ کر نوافل اور تہجد پڑھیں) اور خدا کی عبادت کے لیے آپ پورے جوش اور انہماک کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے۔

جس طرح نفل نماز ادا کرنا باعث خوشنودی باری تعالیٰ ہوتا ہے اور نوافل کثرت سے ادا کرنے سے قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے، اسی طرح نفل روزہ رکھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ ایامِ بیض کے روزے (یعنی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ میں روزے) رکھنے سے پورے ماہ کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ عموماً بزرگانِ دین کثرت سے روزے رکھتے، بعض اوقات مسلسل روزے رکھتے، شب بیداری کرتے، تہجد ادا کرتے، غرض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہمہ وقت بندگی میں لگے رہتے۔ اللہ جس کو توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے اپنی خطاؤں کی مغفرت اور نیک توفیق کا طالب رہنا چاہیے۔

فرض کی ادائیگی کے ساتھ جو اپنے نفس کو مار کر اللہ کی خوشنودی ورضا حاصل کرنے میں اپنا وقت صرف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مراتب اعلیٰ نصیب فرماتا ہے۔

(٦) حج بیت اللہ

حج انسان کی خدا پرستی اور عبادت کا پہلا اور قدیم طریقہ ہے۔ کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی، لیکن مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بت پرست اور ستارہ پرست قوموں اور ملکوں سے ہٹا کر جن میں وہ ایسی امن وسلامتی کے مقام کی تلاش میں سرگرداں تھے جہاں خدائے واحد کی پرستش کے لیے ایک گھر بنائیں، اسی جگہ کعبہ شریف بنانے کا حکم دیا جو ازل سے اس کام کے لیے منتخب تھا کہ وہ یہاں خدا کے گھر کی چہار دیواری کھڑی کریں اور پھر اس کو توحید کا مرکز

اور عبادت گزاروں کا مسکن بنائیں، جگہ کی نشاندہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا بھیجا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے مل کر عمارت تعمیر کی۔ تعمیل حکم تکمیل پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا شکریہ ادا کیا اور نماز پڑھی، جس جگہ نماز پڑھی، وہ جگہ مقامِ ابراہیم کے نام سے موسوم ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ'' (سورۃ الحج، آیت:۲۶)

ترجمہ: ''اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے کعبہ کی جگہ معین کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔''

''وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ'' (سورۃ الحج، آیت نمبر:۲۷)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے کہ تیرے پاس پا پیادہ اور پتلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے آئیں۔''

پھر فرمایا:

''وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۱۲۵)

''اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کا مرجع اور اس کا مرکز بنایا اور (کہا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ابراہیم واسماعیل سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کا طواف کرو اور قیام اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک کرو۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نیت کو جان لیا اور قبول کر کے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا، کہا: اس کا طواف کرو، اور نماز پڑھنے اور عبادت کرنے والوں کے لیے اس کو پاک رکھو اور اعلان حج کر دو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے، حج کو آؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے (مکہ کو) امن کا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو اور جو کوئی ان میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، رزق دے۔ ''وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا'' اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا قبول فرمائی، سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر حج فرض کیا، فرمایا: ''وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ'' (سورۃ البقرۃ:۱۹۶) ''اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ کرو۔'' وغیرہ پھر مزید تاکید فرمائی: ''اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ'' (سورۃ آل عمران:۹۶) ''بے شک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا، یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے اور کل جہاں کے لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔''

حج کی حقیقت

حج کی حقیقت خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے مورِدِ خاص میں حاضری، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح خدا کی دعوت پر لبیک کہنا اور قربانی کی روح کو زندہ کرنا ہے، یعنی برگزیدہ پیغمبروں کی پیروی میں اللہ کے حکم کے سامنے تسلیم اور رضا کے ساتھ گردن جھکا دینا، یہی ملت ابراہیمی اور یہی حقیقی اسلام ہے۔

ہر سال ماہ ذی الحجہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی طرح حاجی اپنی جان خدا کے حضور میں لے جاتے ہیں، اور جب تک خدا کے حضور میں رہتے ہیں، نہ سر کے بال منڈاتے ہیں، نہ خوشبو لگاتے ہیں، نہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں، نہ سر ڈھانپتے ہیں، وہی دو سفید کپڑوں میں یعنی احرام میں ملبوس رہتے ہیں، والہانہ انداز اور دیوانہ وار کیفیت میں خدا کے گھر آتے ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی طرح خدا کی پکار پر وہی لبیک کا ترانہ زبان پر ہوتا ہے:

''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ، لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ''

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، انتہائی تعریف اور نعمت تیرے ہی لیے ہے۔ حکومت بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

توحید کی یہ صدا ان تمام مقامات میں بلند کرتے پھرتے ہیں، جہاں جہاں ان دونوں انبیاء کرام علیہم السلام کے نقش قدم پڑے تھے، طوافِ کعبہ پروانہ وار کرتے ہیں، جہاں سے جہاں تک صفا مروہ پہاڑی پر حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں دوڑ کر گئی تھیں، وہاں ہم بھی دوڑتے ہیں، دعا مانگتے ہیں، آبِ زم زم پی کر سیراب ہوتے ہیں، منیٰ سے ہو کر میدانِ عرفات میں ایک ہی لباس میں جمع ہوتے ہیں اور خدا کی عبودیت اور اطاعت کا عہد و پیمان باندھتے ہیں۔ اپنے اور سب کے لیے دعا کرتے ہیں، یہاں سب کی دعا قبول بارگاہِ رب العزت ہوتی ہے۔ مزدلفہ میں ایک شب قیام کر کے پھر منیٰ واپس پہنچتے ہیں، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کا عمل پورا کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی یہ قربانی قبول کرتے ہوئے فرشتے کے ذریعہ جنت سے دنبہ لا کر ذبح کرا دیا تھا اور اسماعیل ذبیح اللہ کی یہ اطاعت قبول کر کے ان کو زندگی بخشی تھی، وہیں ہم پیروی خلیل اللہ میں قربانی کرتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے حکم کے مطابق اس کے محبوب انبیاء کی پیروی میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریر فرمائی اور کہا: ''اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، تو حج کرو۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس گھر (کعبہ) کی زیارت کو آیا اور اس نے نہ تو کوئی فحش بات کی اور نہ خدا کی نافرمانی کا کوئی کام کیا تو وہ

اپنے گھر کو اس حالت میں لوٹے گا جس حالت میں اس کی ماں نے اسے جنا تھا (یعنی پاک وصاف ہو کر لوٹے گا) اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔''

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: ''میرا ارادہ یہ ہے کہ ان شہروں (اسلامی مقبوضات) میں کچھ لوگ بھیجوں، جو جائزہ لیں کہ کون لوگ حج کر سکتے ہیں اور انہوں نے نہیں کیا ہے، پھر ان پر جزیہ لگا دیں (یعنی وہ حفاظتی ٹیکس جو غیر مسلم شہریوں سے لیا جاتا ہے) یہ لوگ مسلم نہیں ہیں، یہ لوگ مسلم نہیں، اگر ''مسلم'' ہوتے تو کبھی کا حج کر چکے ہوتے۔''

مسلم کے معنی ہیں اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینے والا، اگر اس نے واقعی اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے تو وہ بغیر کسی عذر کے حج جیسی عظیم عبادت سے غفلت کیوں برتے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلا، پھر راستہ میں اسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی اجر وثواب دے گا جو اس کے یہاں حاجی، نمازی اور عمرہ کرنے والوں کے لیے مقرر ہے۔'' (مشکوٰۃ، ابوہریرہؓ)

حج کی اہمیت اور اجر کا اس سے اندازہ لگائیے کہ حج کرنے والوں کی یہ سعادت ہی کتنی قابل رشک ہے کہ انہیں روئے زمیں پر خدا کے اس پہلے گھر کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے، جس میں ایک نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، جس پر محض نظر ڈال لینا بھی کتنی بڑی عبادت ہے کہ بقول حضرت عطاء تابعیؒ:

''بیت اللہ پر ایک نظر ڈال لینا ایک سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔ پھر اس حج کے طفیل میں مکہ مکرمہ سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہونے والوں کی خوش بختی کا اندازہ کیجیے جہاں وہ سلام عرض کرتے ہیں اور احادیث میں آتا ہے:

''ما من أحد يسلم على إلا رده الله عليّ روحی حتی'' جو شخص مجھ پر سلام ودرود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میرے پاس پہنچا دیتا ہے، یہاں تک کہ ''أرد عليه السلام۔'' میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

’’من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني حياتي۔‘‘

’’جس نے حج کیا، پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، یہ ایسا ہے جیسا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔‘‘ (البیہقی)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے احکام کی تعمیل، اپنے پیارے حبیب شافع محشر، امی لقبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اتباع نصیب فرمائے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(ح) تقویٰ

تقویٰ کی اصل اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف اور اس کے مؤاخذہ اور محاسبہ کی فکر ہے، اور یہ ایک اندرونی کیفیت ہے، اور اس کا ظہور ظاہری زندگی میں اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کی اجازت دی ہے، وہ کیے جائیں اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے اور جن کاموں سے روکا ہے رُک جائیں اور گناہوں سے بچا جائے۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کے احکام کی تعمیل میں خلوص اور عدمِ تعمیل پر خوفِ خدا لازمی ہے، ورنہ ایمان لانا لایعنی۔ جب خوفِ خدا غالب ہوگا تو تعمیل احکام میں یقینا پابندی اور خلوص ہوگا، گناہوں سے بچنے اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کی تڑپ ہوگی، جو اصل مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں متعدد جگہ مختلف مواقع پر ہدایت فرمائی ہے۔

چند ارشاداتِ ربانی

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ'' (آیت:۲، آل عمران)

ترجمہ: '' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، جیسا اس سے ڈرنا چاہیے۔''

''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ''

(النساء، آیت نمبر:۱)

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔''

''وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ'' (المائدۃ، آیت نمبر:۲)

ترجمہ: ''اور آپس میں نیک کام کرو اور پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم جہاں اور جس حال میں ہو (خلوت میں ہو یا جلوت میں، آرام میں ہو یا تکلیف میں) اللہ سے ڈرتے رہو، (تقویٰ تمہارا شعار ہے) اور ہر برائی کے پیچھے نیکی کرو، وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔'' (احمد، ترمذی، دارمی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے تین باتوں کے متعلق نصیحت فرمائی۔ پہلی نصیحت تقویٰ سے متعلق ہے، یعنی تقویٰ تمہارا شعار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف طور پر تقویٰ کی اہمیت واضح کردی کہ تم خلوت میں ہو یا جلوت میں، یعنی تنہا ہو یا کسی کے ساتھ آرام میں ہو یا تکلیف میں، ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے اس سلسلہ میں ایک اور روایت منقول ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إنك لست بخير من أحمر و لا أسود و إلا أن تفضله بتقوى۔''

''تمہیں اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں بڑائی حاصل ہے، نہ کسی کالے کے مقابلہ میں، البتہ تقویٰ یعنی خوفِ الٰہی کی وجہ سے تم کسی کے مقابلہ میں بڑے اور بہتر ہو سکتے ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ مال و دولت، شکل و صورت، نسل و رنگ اور زبان و وطن جیسی کسی چیز کی وجہ سے کسی کو کسی دوسرے کے مقابلہ میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، فضیلت کا معیار بس تقویٰ ہے، تقویٰ

میں بڑھا ہوا شخص ہی اللہ کے نزدیک افضل ہے۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ ہر برائی کے پیچھے نیکی کرو، وہ نیکی پچھلی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ دراصل انسان کی سرشت اور اس دنیا میں اس کا ماحول ایسا ہے کہ اس خوف وفکر یعنی تقویٰ کے باوجود اس سے غلطیاں اور خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تدارک کے لیے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی غلطی اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی ضرور کرو، نیکی کا نور اس برائی کی ظلمت کو ختم کر دے گا، قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:

''اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ'' (سورۃ ہود، آیت نمبر: ۱۱۴)

یعنی ''نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری نصیحت اس حدیث میں یہ فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ تمہارا برتاؤ حسن اخلاق کا ہو۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ اور تکثیر حسنات یعنی کثرت سے نیکی کرنے کی وجہ سے گناہوں کی تطہیر کے بعد بھی کامیابی اور رضاء الٰہی حاصل ہونے کے لیے بندوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے احکام اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحتوں کو اچھی طرح سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ آمین

(د) اخلاق

اخلاق مختلف صفات پر مبنی جامع حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا حامل دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں اہمیت، عزت اور بلند مرتبہ والا شمار کیا جاتا ہے۔ دنیا کے کل انسانوں میں جب نبی آخرالزماں آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ مطالعہ کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کو تمام انسانوں کے مقابلہ میں یکتا و بلند تر پاتے ہیں، اس کے ثبوت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی تعریف میں فرمایا ہے: ''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ '' (سورۃ القلم، آیت نمبر: ۴) ''اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔'' آپ جیسا اخلاق دنیا میں کسی کا نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صفت میں بلند تر مقام پر فائز ہیں۔

اخلاق جن صفات پر مبنی ہے، اس کے عناصر ترکیبی درج ذیل ہیں:

عفت:

یہ ہے کہ انسان نفس کے شہوانی تقاضوں کو قبول نہ کرے۔

رفاہیت:

یہ ہے کہ انسان پیٹ کے مطالبات کو تسلیم نہ کرے۔

جہاد:

یہ ہے کہ انسان ترکِ عمل کے تقاضے کو منظور نہ کرے۔

صبر:

یہ ہے کہ انسان اضطراب اور بے قراری سے متاثر نہ ہو۔

عفو:

یہ ہے کہ قدرت کے باوجود نفس انسانی پر انتقام کا جذبہ غالب نہ ہو۔

سخاوت:

یہ ہے کہ بخل کے مطالبہ کے سامنے گردن نہ جھکائے۔

قناعت:

یہ ہے کہ حرص کے حملوں اور اس کی یورش سے بچ جائے۔

تقویٰ:

یہ ہے کہ اسلام نے جو قانونی حدیں مقرر کر دی ہیں ان کی مخالفت نہ کرے۔

یہی وہ صفات ہیں، یعنی اخلاقِ حسنہ جن کا عملی نمونہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لیے چھوڑا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے:

''بعثت لأتمم حسن الأخلاق۔'' (مؤطا امام مالکؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے، تا کہ اخلاقی اچھائیوں کو تمام وکمال تک پہنچاؤں۔''

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق ومعاملات کو درست کریں، ان کے اندر سے برے اخلاق کی جڑیں اُکھاڑ دیں اوران کی جگہ بہتر اخلاق پیدا کریں۔ یہی تزکیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے تمام اچھے اخلاق کی فہرست مرتب کی اور پوری زندگی پر، زندگی کے تمام شعبوں پر نافذ کیا اور ہر طرح کے حالات میں ان سے چمٹے رہنے کی ہدایت کی۔

حسن اخلاق کیا ہے؟ اس کی تفسیر عبداللہ ابن المبارکؒ نے ان الفاظ میں کی ہے: ''ھو طلاقة الوجه و بذل المعروف وكف الأذى ''یعنی ''حسن اخلاق نام ہے خوش روئی کا، مال خرچ کرنے کا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کا۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے حیائی کی بات زبان سے نکالتے اور نہ بے حیائی کا کام کرتے اور نہ دوسروں کو برا بھلا کہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ: ''تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں۔'' (حدیث بخاری، مسلم)

غرض اخلاق ایک ایسا جوہر ہے کہ جس نے اس کو اپنے اندر سمو لیا وہ دنیا اور دین دونوں جگہ چمکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ر) سنت والجماعت اور اجتہاد

۱:- سنت والجماعت سے کیا مراد ہے؟

۲:- اجتہاد کسے کہتے ہیں؟

سنت والجماعت سے کیا مراد ہے؟ اکثر لوگ ناواقف ہیں جس سے پوچھو وہ جواب میں اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ہم سنی ہیں یا سنت جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اس کے مفہوم سے نابلد ہیں، اس لیے ضروری سمجھا کہ اس سلسلہ میں روشنی ڈالی جائے، اس کی واقفیت سے مسلمان کے اعمال اور اعمال کی انجام دہی میں صحیح عقیدت و پختگی پیدا ہوتی ہے، نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت دل میں جگہ کرتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام کیے اور کرنے کو کہا یا کرنے سے منع فرمایا، یہ سنت ہے اور والجماعت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کرنے والے اہل سنت والجماعت ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، ص: ۱۲۱، مقدمہ میں)

سنت والجماعت کی چار جماعتیں مشہور ہیں: ایک حنفی، دوسری مالکی، تیسری شافعی، چوتھی حنبلی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی اور وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۵۰ھ میں

ہوئی اور وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۶۴ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی، گویا یہ حضرات تابعین، تبع تابعین میں سے ہوئے اور ان پر امت کا اجماع ہے۔

۲:-اجتہاد

اجتہاد کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو پوچھا، کہ تم وہاں جا کر کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے، اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو (یعنی اگر جس بات کا فیصلہ کرنا چاہو اور وہ بات کتاب اللہ میں نہ ہو تو کیا کرو گے؟) انہوں نے عرض کیا: تو پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے (فیصلہ کروں گا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر سنت میں بھی نہ ہو (تو پھر کیا کرو گے؟) انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی حمد جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قاصد کو (صحیح طریقہ عمل) کی توفیق دی۔

(ترمذی شریف، جلد اول، صفحہ:۲۶۶، حدیث نمبر:۱۲۲۷، باب الاحکام اور ابوداؤد شریف، جلد سوم، پارہ:۲۳، صفحہ:۹۴، حدیث:۱۹۶، باب:۱۷ میں بھی ہے)

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (جو علم عمل کرنے کے قابل ہیں) تین علم ہیں، ان کے علاوہ تمام علوم غیر ضروری ہیں (یعنی بے کار ہیں): ۱:-اللہ کی کتاب، ۲:-سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳:-اجتہادی احکام۔

(ابن ماجہ شریف، ص:۱۴، حدیث:۵۶، باب الرائے والقیاس)

نوٹ:

ان چار حضرات یعنی ۱:-امام ابوحنیفہؒ، ۲:-امام مالکؒ، ۳:-امام شافعیؒ، اور ۴:-امام احمد بن حنبلؒ نے اجتہاد سے جو دینی خدمت کی ہے، وہ قابل تعریف ہے۔اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز ہے کہ اللہ پاک نے ان اماموں میں اجتہادی اختلاف پیدا کرا کے اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا اور سنت پر عمل کرا دیا۔سبحان اللہ۔اللہ پاک نے اپنی مہربانی سے ہم لوگوں پر یہ بڑا کرم فرمایا ہے۔

جو مسلمان جس امام کے فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ اسی امام کے نام سے موسوم ہوئے، یعنی ۱:-حنفی، ۲:-مالکی، ۳:-شافعی، ۴:-حنبلی۔

اس سے یہ بھی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ان اماموں نے آپس میں ایک دوسرے کے فقہ پر کوئی تنقید نہیں کی، بلکہ یہی سمجھا کہ وہ اپنے دلائل کے مطابق اپنی جگہ صحیح ہیں، جو مسلمان ان میں سے کسی ایک امام کے فقہ کو مانتا ہے، تو پھر اس کو لازم ہے کہ ہر حالت میں اسی امام کو مانے اور اس کے فقہ پر سختی سے عمل کرے، ورنہ اس میں شکوک اور پھر گمراہی کا احتمال ہے۔اللہ ہم سب کو ہدایت اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(س) قضاوقدراور رضاءالٰہی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے قلم کو حکم ہوالکھ: ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ‘‘ پھر اللہ جل شانہٗ کے حکم سے لوحِ محفوظ پر یہ لکھا گیا:

’’أنا اللہ لا إلہ إلا أنا من استسلم بقضائی ویصبر علی بلائی ویشکر علی نعمائی کتبتہ وبعثتہ مع الصدیقین یقینا ولم تسلم علی قضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوای ویخرج من تحت سمائی۔‘‘

ترجمہ: ’’ میں اللہ ہوں پروردگار سب کا، نہیں ہے کوئی معبود، مگر میں (اللہ) ہوں، جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلا پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر، جو میں نے مقدر کی ہیں، بس شامل کروں گا میں ان کو صدیقین میں اور صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور صابر نہ ہو میری بلا پر اور شاکر نہ ہو میری نعمتوں پر تو لازم ہے اُسے کہ طلب کرے دوسرے رب کو سوائے میرے اور نکل جاوے تحت سماء سے۔‘‘

اللہ جل شانہٗ وحدہٗ لاشریک ہے، خالق کل اور رب العالمین ہے۔ وہ قادرِ مطلق، سمیع وبصیر اور معبودِ برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس نے اپنی مخلوق میں انسان کو شرف بخشا اور اس کو ممتاز اور مقامِ ارفع اعلیٰ پر دیکھنا پسند فرمایا، اس لیے اس کی تربیت ورہنمائی کے واسطے یکے بعد

دیگرے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے، اور ہدایت کے واسطے متعدد صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ سب سے آخر میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے واسطے قیامت تک کے لیے نازل فرمائی، اپنے کلام پاک میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا''

(سورۃ الفرقان، پارہ:۱۸، آیت نمبر:۲)

ترجمہ:''وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور نہ اس نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔''

یعنی وہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا بلاشرکت غیر بادشاہ ہے، لہٰذا اپنے بندوں کو قانون دینا فقط اسی کا کام تھا، گویا اس کتاب میں انسان کی دینی، اخلاقی، معاشرتی، عسکری، خانگی، غرض ہر شعبۂ زندگی کے لیے مکمل ہدایات وقوانین شامل ہیں، جس کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا''

(سورۃ المائدۃ:۳۰، پارہ:۶، آیت نمبر:۳)

ترجمہ:''آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین پسند کیا ہے۔''

کلامِ الٰہی اور جو کچھ اللہ نے انسان کے لیے مقرر کیا لوحِ محفوظ پر کندہ ہے، سب سے پہلے لوحِ محفوظ پر کلمہ طیبہ لکھا گیا: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ...... ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔'' یعنی بندہ تسلیم کرے اور ایمان لائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، گویا بندے کے لیے سب سے پہلا

حکم ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بارے میں ہوا، اس کے بعد تین حکم بیان کیے:

اول یہ کہ بندہ اللہ کی قضا پر راضی ہو، یعنی جو کچھ اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اس کو بسر وچشم تسلیم کرے اور اسی پر راضی ہو، گویا یہ ایمان کی جانچ کی پہلی بات ہوئی۔ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی'' (سورۂ اعلیٰ، پارہ:۳۰، آیت نمبر:۲)

ترجمہ: ''وہ جس نے پیدا کیا، پھر ٹھیک بنایا اور جس نے اندازہ ٹھہرایا، پھر راہ دکھائی۔''

یعنی جس نے پیدا کیا اور اچھی ساخت بنائی اور خوبصورتی عطا کی، اس نے پہلے تقدیر کی، پھر اس کے مطابق رہنمائی فرمائی، اللہ تعالیٰ خالق، قادرِ مطلق اور بااختیار ہے، اس نے جیسا سمجھا انسان کو بنایا، پھر ایسا ویسا ہی نہیں، بلکہ اللہ فرماتا ہے:

''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ'' (سورۃ التین، پارہ:۳۰، آیت نمبر:۴)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے، پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے، مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے سو اُن کے لیے تو بے انتہا بدلہ ہے۔''

یعنی اس کو فرشتوں کے مقام کے لائق بنایا، لیکن جب منکر ہوا، کفر وشرک کا مرتکب ہوا تو جانوروں سے بدتر ہوا اور عذابِ الٰہی کا مستحق ہوا، انسان اگر فرضِ منصبی ادا کرے تو بہترین مخلوق اور اگر فرضِ منصبی ادا نہ کرے تو بدترین مخلوق۔ ایماندار خلقت کے لحاظ سے بھی بہتر اور اپنے اعمال صالح کی وجہ سے نتائج کے لحاظ سے بھی بہتر۔ مقصد یہ کہ بندہ اللہ کا حکم مانے تو پھر آگے کوئی بہتر صورت نکلے۔

دوسری بات یہ کہ ''جس نے میری بلاؤں پر صبر کیا۔'' مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا امتحان مقصد ہے، جب وہ قضاء الٰہی پر راضی ہوا تو وہ آزمائش میں پورا اترے اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ

بلاؤں، تکلیفوں پر صبر کرے۔

امتحان و آزمائش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مختلف جگہ اس مضمون میں فرمایا ہے۔ایک جگہ تفصیلی بیان ہے:

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" (سورۃ البقرۃ، پارہ:۲،آیات نمبر:۱۵۵،۱۵۶)

ترجمہ:"اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو، وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: ہم تو اللہ کے ہیں، ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ بلائیں اور مصیبتیں مختلف قسم کی ہوں گی، اور یہ تمہاری آزمائش کے لیے ہیں اور جو لوگ صبر کرتے ہیں، ان کو اللہ خوشخبری دیتا ہے اچھے نتائج اور انعامات کی اور اس بات پر بھی اللہ خوش ہوتا ہے جب بندے یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ہم سے لی گئی ہے صرف یہی نہیں، بلکہ ہم بھی اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے، گویا یہ ان کے ایمان کی پختگی کا زبان سے اظہار ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے امتحان لینے کے ساتھ ان پر مہربان بھی ہے، کہ ان کو صبر کرنے کا طریقہ بھی بتایا کہ اس طرح صبر کرنے میں آسانی ہوگی، فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" (سورۃ البقرۃ، پارہ:۲،آیت نمبر:۱۵۲)

ترجمہ:"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یعنی نماز کی برکت سے طبیعت پر ایسا اثر پڑے گا کہ بارِ صبر جھیلنا آسان ہوجائے گا۔ یہاں ایک بات اور سمجھ میں آتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ فرض نماز سے ہی مطلب ہو، اس لیے کہ وہ تو آرام یا

تکلیف، خوشی یا غم، گھر پر یا سفر میں ہر حالت میں پڑھنی ہی ہے، لہٰذا کسی خصوصی مصیبت، پریشانی یا نقصان کے وقت زائد نماز یعنی نفل نماز پڑھنے کے لیے کہا گیا ہو، اللہ تعالیٰ کی جناب میں نفل نماز پڑھے اور خلوص وگریہ زاری کے ساتھ سربسجود ہو تو اس کی برکت سے قلبی سکون میسّر ہوگا اور اس بات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہے: ''أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ'' (سورۃ الرعد، پارہ: ۱۳، آیت نمبر: ۲۸)

''بغیر اللہ کے ذکر کے اطمینانِ قلب میسّر نہیں ہوتا۔''

غرض اس طرح صبر کرنا آسان ہوگا، اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے اور دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔ بندے کے اس خلوص وعمل پر خوش ہو کر فرماتا ہے: تو فکر مت کر، میں تیرے ساتھ ہوں، تیرا دوست ومددگار ہوں، سبحان اللہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إن عظم الجزاء مع عظم البلاء وأن الله تعالى إذا أحب قوما ابتلاهم، فمن رضى فله الرضى ومن سخط فله السخط۔''

(ترمذی، انسؓ)

''آزمائشیں جتنی سخت ہوں گی اتنا ہی بڑا انعام ملے گا (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہِ حق سے بھاگ نہ کھڑا ہو) اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لیے) آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔''

پس جو لوگ خدا کے فیصلے پر راضی رہیں اور صبر کریں تو اللہ ان سے خوش ہوتا ہے اور جو لوگ اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ ''جو شاکر ہے میری نعمتوں پر'' یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کیا، اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ''

(سورۃ البقرۃ، پارہ: ۲، آیت نمبر: ۱۵۰)

ترجمہ: ''پس مجھے تم یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ

کرنا۔''

یعنی میرے انعامات کو یاد کر کے شکر ادا کرنا پھر مزید تاکید ہے، دیکھو ناشکری نہ کرنا۔ یہ بات سمجھانے کا باری تعالیٰ کا کتنا پیارا انداز ہے۔ تاکید کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسا نہ کرنے پر منفی نتائج تم کو بھگتنے ہوں گے۔ باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے منعم حقیقی کی عظمت دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اور حب الی اللہ میں اضافہ ہوتا ہے اور جن انعامات پر شکر ادا کیا جا رہا ہے، ان انعامات کے حصول پر حقیقی مسرّت محسوس ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

'' عجبا لأمر المؤمن ، إن أمره كله له خير وليس ذلك إلا للمؤمن ، إن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له ، وإن أصابته سراء شكر، فكان خير له '' (مسلم،صہیبؓ)

''مؤمن کی حالت بھی عجیب ہوتی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے اس سے خیر اور بھلائی ہی سمیٹتا ہے اور یہ مؤمن کے سوا کسی کو نصیب نہیں، اگر وہ تنگ دستی، بیماری اور دکھ کی حالت میں ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور کشادگی کی حالت میں ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ دونوں حالتیں اس کے لیے بھلائی کا سبب بنتی ہیں۔''

غرض اللہ تعالیٰ کی ان تمام باتوں سے بندے کی روحانی واخلاقی تربیت مقصود ہے اور فرمانبرداری کے صلہ میں اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کو صدیقین کی فہرست میں شمار کرے گا اور ان کے ساتھ حشر کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا لوحِ محفوظ پر کندہ عبارت میں فرمایا گیا ہے۔ مؤمن کی ایسی ہی حالت پر فرمایا گیا ہے: ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ''یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے۔ بصورتِ دیگر ان پر عتابِ الٰہی نازل ہوگا۔ سخت عذاب کے مستحق ہوں گے، اللہ ان کو اپنی زمین پر دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔

زندگی برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

یہاں ایک بات اور سمجھ لینی چاہیے جس سے بہت سے شکوک رفع ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ کے

اس فرمان کے متعلق کہ بندہ اللہ کی قضا پر راضی ہوتو یہاں قضاء پر راضی ہوکرتو رضاء الٰہی حاصل کرنا مقصود ہے، لیکن اللہ، رحمن ورحیم ہے، اس کو اپنے بندے سے بہت محبت ہے اور وہ بندے کی فطرت سے واقف ہے، اس لیے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی خواہش یا ضرورت کے تحت کچھ چیزوں میں تبدیلی کا امکان بندے کی جدوجہد، دعا کی مقبولیت اور اعمالِ صالحہ کے نتیجے میں رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں مقدر کی ہیں، ہرگز اس میں تغیر وتبدُّل نہیں ہوگا، مگر چار چیزیں:

۱:-رزق ۲:-موت ۳:-سعادت ۴:-شقاوت

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ، عمل صالحہ اور اپنی و اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری واطاعت کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے، اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب کرے۔ آمین

(ص) چہل احادیث

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ کیا ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱:- اللہ پر ایمان لائے، یعنی اس کی ذات وصفات پر۔

۲:- اور آخرت کے دن پر۔

۳:- فرشتوں کے وجود پر۔

۴:- اور پہلی کتابوں پر۔

۵:- اور تمام انبیاء پر۔

۶:- اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر۔

۷:- اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

۸:- اور گواہی دے اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔

۹:- ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب ومستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو، اور ہر نماز کے وقت سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نیا وضو ہر نماز کے لیے کرے، اگرچہ پہلے سے وضو ہو، یہ مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام آداب اور

مستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے۔) دوسری روایت میں وراد ہے: جماعت میں صفوں کا ہموار کرنا اور کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ رہے، یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے۔

۱۰:-زکوٰۃ ادا کرے۔

۱۱:-اور ہر رمضان کے روزے رکھے۔

۱۲:-اگر مال ہوتو زکوٰۃ دے اور حج کرے، یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہوتو حج بھی کرے۔

۱۳:-بارہ رکعت سنت مؤکدہ روزانہ یعنی فجر کی دو سنتیں ،ظہر سے قبل چار،ظہر کے بعد دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو رکعت۔

۱۴:-وتر کو کسی رات نہ چھوڑے، چونکہ وہ واجب ہے اور اس کا اہتمام سنتوں سے زیادہ ہے۔

۱۵:-اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

۱۶:-اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

۱۷:-اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھائے۔

۱۸:-اور شراب نہ پیے۔

۱۹:-زنا نہ کرے۔

۲۰:-جھوٹی قسم نہ کھائے۔

۲۱:-جھوٹی گواہی نہ دے۔

۲۲:-خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کرے۔

۲۳:-مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔

۲۴:-عفیفہ عورت پر تہمت نہ لگائے (اسی طرح عفیف مرد پر)۔

۲۵:-اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔

۲۶:-لہو ولعب میں مشغول نہ ہو۔

۲۷:-تماشوں میں شریک نہ ہو۔

۲۸:-کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا نہ کہے۔

۲۹:-کسی کا مذاق نہ اُڑائے۔

۳۰:-مسلمانوں کے درمیان چغل خوری نہ کرے۔

۳۱:-اور ہر حال میں اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے۔

۳۲:-بلا اور مصیبت پر صبر کرے۔

۳۳:-اور اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ رہے۔۔

۳۴:-اعزہ سے قطع تعلق نہ رکھے۔

۳۵:-بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

۳۶:-اللہ کی مخلوق کو لعنت مت کر۔

۳۷:-سبحان الله، الحمد لله، لا إله إلا الله، الله أكبر، ان الفاظ کا اکثر وِرد رکھا کر۔

۳۸:-جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ۔

۳۹:-اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف و راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

۴۰:-اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی نہ چھوڑ۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص اس کو یاد کرے اس کو کیا اجر ملے گا؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حق سبحانہ وتقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ دین کے ساتھ وابستگی رکھنے والے حضرات کم از کم اس کو ضرور حفظ کر لیں، کہ کوڑیوں میں لعل ملتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کی کوشش کریں۔

(ط) معجزہ، کرامت، استدراج یا جادو

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر چیز کی بنیاد علم پر ہے، اس لیے کہ بغیر علم یا قاعدہ کلیہ کے کوئی چیز اس دنیا میں ظاہر نہیں ہوتی۔ روحانی علم کی بنیاد پر ظاہر ہونے والی خرقِ عادت کی تین قسمیں ہیں:

۱:-معجزہ ۲:-کرامت ۳:-استدراج یا جادو

ان تینوں چیزوں کا ظہور علم نبوت اور علم استدراج کے تحت ہوتا ہے اور دونوں علوم میں طرزِ فکر کا فرق ہے۔

(۱) معجزہ یا کرامت

وہ علم جس کی بنیاد میں خیر اور ذاتی مفاد سے بالاتر طرزیں کام کرتی ہیں معجزہ یا کرامت کی بنیاد بنتا ہے۔ علم نبوت کا منتہائے نظر ذات اور صفاتِ خداوندی کا عرفان ہے۔ ظاہر ہے اس علم میں طرزِ فکر خیر پر مبنی ہوتی ہے۔ علم نبوت کے تحت سفر کرنے والے سالک کے علوم میں مسلسل ترقی ہوتی رہتی ہے اور اس پر منکشف ہونے والا علم کائناتی جہت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ علم نبوت کی روشنی سے فیضیاب کسی بندے کی فہم اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جہاں وہ کسی چیز کو کائناتی شعور اور علم الٰہی کے آئینے میں دیکھتا ہے۔ علم نبوت انسان کو غیب حدود سے گزار کر اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔ علم نبوت کے زیرِ اثر جب کوئی خرقِ عادت نبی سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ کہتے ہیں، اور جب کوئی خرقِ عادت ولی سے صادر ہوتی ہے تو اس

کو کرامت کہتے ہیں، لیکن یہ بھی علم نبوت کے زیر اثر ہوتی ہے۔ معجزہ اور کرامت کا تصرف مستقل ہوتا ہے، مستقل سے مراد یہ کہ جب تک صاحبِ تصرف اس چیز کو خود نہ ہٹائے نہیں ہٹے گی۔

(۲) استدراج یا جادو

وہ علم جس کے حصول یا استعمال کی بنیاد تخریب پر ہے اور اس کے پیچھے ذاتی مفاد کام کر رہا ہے تو ایسے مظاہرے کو استدراج کہا جائے گا۔ استدراجی طرزِ فکر محدودیت کی طرف مائل ہوتی ہے۔ محدود ہونے کی بنا پر یہ طرزِ فکر ذہن کی لامحدود وسعت عطا نہیں کر سکتی، لیکن جب کسی ایک علم کا مظاہرہ سامنے آتا ہے تو دونوں ایک نظر آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ دونوں کی علمی اور ذہنی سطح بھی ایک ہے۔ علمِ استدراج غیب بینی تک محدود رہتا ہے اور صاحبِ استدراج اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ استدراج کے زیر اثر جو کچھ ہوتا ہے وہ مستقل نہیں ہوتا اور اس کا اثر فضاء کے تاثرات بدلنے سے خود بخود ضائع ہو جاتا ہے۔ استدراج کے زیر اثر جو کچھ ہوتا ہے اس کو جادو کہتے ہیں۔

اس کی ایک مثال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں پیش آئی ہے۔ مناف ابن صیاد نامی ایک لڑکا مدینہ شریف کے قریب کسی باغ میں رہتا تھا، موقع پا کر شیطان کے شاگردوں نے اسے اچک لیا اور اس کی چھٹی حس بیدار کر دی، وہ چادر اوڑھ کر آنکھ بند کر لیتا اور ملائکہ کی سرگرمیوں کو دیکھتا اور سنتا رہتا، وہ سرگرمیاں عوام میں بیان کر دیتا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی شہرت سنی تو ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''آؤ! ذرا ابن صیاد کو دیکھیں'' اس وقت وہ مدینہ کے قریب ایک سرخ ٹیلے پر کھیل رہا تھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے سوال کیا: ''بتا! میں کون ہوں؟'' وہ رُکا اور سوچ کر بولا: ''آپ اُمیوں کے رسول ہیں، لیکن آپ کہتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا علم ناقص ہے، تو شک میں پڑ گیا'' اچھا بتا میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ: ''درخ ہے (ایمان نہ لانے والا) یعنی آپ میرے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ میں ایمان نہ لاؤں گا۔''
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''پھر تیرا علم محدود ہے، تو ترقی نہیں کر سکتا، تو اس بات کو بھی نہیں جانتا

کہ ایسا کیوں ہے؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''یارسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن ماردوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے عمر! اگر یہ دجال ہے تو تُو اس پر قابو نہیں پا سکتا اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کا قتل زائد ہے، اس کو چھوڑ دو۔''

(ع) دعا کی حقیقت واہمیت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، وہ اپنے بندوں کی دنیاوی اور اُخروی زندگی بہتر چاہتا ہے، اسی لیے اس نے اپنے بندوں کی ہر طرح رہنمائی فرمائی۔ علاوہ دیگر باتوں کے اللہ نے اپنے اور بندے کے درمیان تعلق استوار اور مستحکم کرنے کے لیے دعا کی بھی تلقین کی اور فرمایا: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ '' (سورۃ المؤمن، آیت نمبر: ۶۰) .... ''اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ تم مجھ سے مانگو، میں قبول کروں گا۔'' یعنی تم اپنی حاجت میرے آگے پیش کرو، میں اس کو پورا کروں گا۔

دعا کی حقیقت اور اہمیت ہے۔ دعا درحقیقت اس نسبت کو ظاہر کرتی ہے جو بندے اور رب کے مابین ہے اور عبد اور معبود کے مابین دعا ہی کے ذریعہ تعلق استوار اور مستحکم ہوتا ہے۔ مزید برآں دعا ایمان اور یقین کا مظہر اتم ہے۔ جب بندہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو سمیع و بصیر اور مجیب الدعوات ہی نہیں، بلکہ ''عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ '' (سورۃ التغابن، آیت نمبر: ۱) ..... ''ہر شئے پر قادر ہونا'' بھی سمجھتا ہے، تب ہی تو اس سے اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کی استدعا کرتا ہے۔ ساتھ ہی طریقہ دعا کی بھی تلقین فرمائی: ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً '' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۵۵) ..... ''اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔'' اور اسی آیت میں فرمایا: ''اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ '' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر: ۵۵) ..... ''اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔'' یعنی اس طرح دعا مانگے کہ اپنی نمود نہ ہو اور دعا گڑگڑا کر نکلے اور حد سے بھی نہ بڑھے، یعنی اپنے منہ سے بڑی

بات نہ مانگے، اپنے رب سے آہ وزاری کے ساتھ خفیہ طریقہ سے دعا مانگنے سے فائدہ یہ ہے، کہ اللہ اور بندے کے اس رابطہ سے دوسرا واقف نہ ہو اور دعا مانگنے والا ہر امر کے وسوسہ سے بچا رہے، اور بندے کا اللہ کے ساتھ خلوص وعقیدت اور یقین قائم رہے۔ دعا عبادت کا جوہر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''الدعاء مخ العبادة''...... ''دعا عبادت کا مغز ہے۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین وآسمان کا نور ہے۔''

جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کا یقین کامل ہو جاتا ہے اور اس کی دعا میں خلوص وعقیدت شامل ہو تو دعا ہی عبادت ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ بندے کی فطرت سے واقف ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے تحت بہک جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی استعداد واہلیت سے زیادہ اونچی چیز مانگنے لگے جو اس کے لیے مناسب نہیں، اس لیے طریقۂ دعا بتانے کے بعد تاکید کر دی کہ اپنے منہ سے بڑی چیز کی خواہش نہ کرنا، اس لیے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے۔

ہر نیک عمل میں عقیدہ اور خلوص لازمی ہے۔ عقیدہ یہ کہ یقین کامل ہو کہ صرف اللہ رب العزت ہی حاجت روا ہے اور وہ کامل قدرت رکھتا ہے۔ خلوص یہ کہ بندہ جو کچھ کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے، ہر چیز اس کے علم میں ہے، وہی اس کو قبول کرنے والا ہے، اس میں ایک احتمال تھا کہ ابلیس جو انسان کا صریح دشمن ہے، وہ انسان کو وسوسہ ڈال کر بہکائے اور غلط راستہ پر ڈال دے یا غلط بات منہ سے نکلوائے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بندے کی مزید رہنمائی فرمائی اور عام نصیحت کی، اسی سورۃ الاعراف میں آگے چل کر فرمایا:

'' وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ '' (سورۃ حم السجدۃ، آیت نمبر: ۳۶)

ترجمہ: ''اور اگر تجھے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر، بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

گویا اس سے بندہ شیطانی وسوسہ سے محفوظ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال اور ضروریات سے بھی واقف ہے۔ دنیاوی زندگی عارضی

ہے، دنیا دارالعمل یعنی آخرت کی کھیتی ہے، یہاں انسان جس راستہ پر چلے گا اور جیسا عمل کرے گا ویسا ہی نتیجہ آخرت میں پائے گا۔ بندے کو دنیا میں عزت کی زندگی گزارنے اور آخرت میں بہتر زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بندے کی دنیاوی اور اُخروی دونوں زندگی کے لیے رہنمائی فرمائی ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے نزول کا مقصد بندوں کو اس بات کا سکھانا ہے کہ وہ آخرت میں انعامات اور بہتر زندگی کے حصول کے لیے اس طرح خدا سے دعا کیا کریں:

''بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ'' آمین (سورۃ الفاتحہ)

ترجمہ: ''شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے، جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا حاکم، (اے پروردگار!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستے چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا، نہ اُن کے جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ اُن کے جس پر وہ گمراہ ہوئے۔''

یعنی اس طریقۂ دعا سے یہ معلوم ہوا کہ مانگنے سے پہلے حمد باری تعالیٰ بیان کی جائے، تاکہ باری تعالیٰ کی توجہ اپنی طرف مبذول ہو اور ساتھ ہی اپنا دل بھی اس کی طرف پوری طرح رجوع ہو جائے، پھر اپنی حاجت صاف صاف کھول کر پیش کرے اور اللہ کی مدد طلب کرے۔ آخر میں آمین کہہ کر مزید عاجزانہ فریاد کرنا ہوا کہ جو کچھ عرض کیا گیا اس کو قبول فرمالیجیے، یہ مانگنے کا بہترین طریقہ ہے۔

یہاں اس سورۂ مبارکہ کی فضیلت و اہمیت کا بھی ذکر کر دینا مناسب ہے، تاکہ اس سے پوری طرح فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سورت کے نو نام ہیں، مثلاً فاتح الکتاب، اُمّ الکتاب، الحمد، السبع المثانی، وغیرہ۔ اس سورت کے مضامین میں قرآن حکیم کے سارے مضامین کی

اصل اور جڑ ہیں۔اس سورت کو ہر نماز اور ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتح الکتاب یعنی سورۂ الحمد موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے،اس لیےاس سورت کا نام سورۃ الشفاء بھی ہے۔سورۂ فاتحہ سارے قرآن حکیم کا اجمالی نقشہ ہے۔

(۱) ایمان باللہ، (۲) ایمان بالرسالت، (۳) ایمان بالقیامت (روزِ حشر یا انصاف وفیصلہ کا دن وغیرہ) کے بعد قرآن حکیم کی تعلیم کا دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلم کلمہ گو کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلانا اور بارگاہِ الٰہی کے راستہ سے مردود ہستیوں کو ہٹانا ہے، چنانچہ سورۂ فاتحہ کے اندر یہ دوسرا مقصد بھی نہایت عمدگی سے بیان فرمایا گیا ہے،لہٰذا اس سورت کو اپنی دعاؤں میں ضرور شامل رکھنا چاہیے۔

دعا مانگنے کے وقت ایک بات کا اور خیال رکھنا چاہیے کہ دعا کے اول وآخر درود شریف ضرور پڑھا جائے،اس لیے کہ درود شریف فرشتوں کے ذریعہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا جاتا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل کرتا ہے،اس طرح اس کے ساتھ میں دعا بھی ضرور قبول ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ اور اپنے پسندیدہ راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(ف) ذکر و تسبیح

ذکر کا مطلب کسی کو کسی صورت میں یاد کرنا، اس کے متعلق بات کرنا، دین اسلام میں یا قرآن پاک کی اصطلاح میں ذکر کا مطلب یادِ الٰہی ہے۔ محفل میں یا تنہائی میں، خواہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے یا چلتے پھرتے زبان سے یا دل میں اللہ کو یاد کرنا، کلامِ الٰہی پڑھنا، اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرنا، دین کی باتیں کرنا، کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھنا، اللہ کے ذاتی یا صفاتی نام کی تسبیح بالجہر یا بطور خفی کرنے کو ذکر کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ''
(سورۃ النساء، پارہ:۵، آیت نمبر:۱۰۳)

''اور جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو۔''

اللہ کا ذکر تو حالتِ نماز میں بھی ہوتا ہے، مگر نماز تو فرض ہے، اس کا حکم علیحدہ آیا ہے، نماز کے اوقات مقرر ہیں:

''اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا''

(سورۃ النساء، آیت نمبر:۱۰۳)

''بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے۔''

اگر مقررہ وقتوں پر ادا نہ کی گئی تو سخت باز پرس ہوگی۔ نماز ہر حالت میں صحت و بیماری میں، گھر پر ہو یا سفر میں لازمی ادا کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نماز کے علاوہ بندے کو حکم کر رہا ہے کہ ہر وقت بندہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے، گویا ہر آن ذکر اللہ میں گزرے۔ اس ضمن میں متعدد جگہ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور ترغیب بھی دی، فرمایا: ''فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ''(سورۃ الواقعۃ، پارہ:۲۷، آیت نمبر:۹۷)......''پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو بڑا عظمت والا ہے۔'' پھر سورۂ واقعہ اور سورۃ الحشر کی پہلی آیت میں فرمایا: ''سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ''(سورۃ الحشر، آیت نمبر:۱) اور سورۂ جمعہ اور سورۃ التغابن کی پہلی آیت میں فرمایا: ''يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ''(سورۃ الجمعۃ، آیت نمبر:۱) یعنی ''جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔'' انسان کو پہلے ذکر و تسبیح کا حکم کیا، پھر فرمایا: ہماری کل مخلوق زمین و آسمان میں اپنے رب کا ذکر کرتی ہے، اور انسان کو کل مخلوق پر شرف بخشا ہے اور اس کو لا انتہا انعامات سے نوازا ہے، اس لیے اس پر تو بدرجہ اتم اپنے رب کا ذکر لازمی ہے، اس لیے دوسری مخلوق کا بھی ذکر کر دیا، تاکہ اس سے ترغیب ہو اور سمجھ آئے، اس کے ساتھ ہی ذکر کرنے والے بندوں پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ''

(سورۃ البقرۃ، پارہ:۲، آیت نمبر:۱۵۰)

''پس مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

اللہ رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جب بندہ اس کو یاد کرتا ہے تو رب العزت بھی اس کا خیال کرتا ہے، اس کو بھولتا نہیں، گویا بندے کے ساتھ مزید مہربانی کرتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اسی لیے ذکر و تسبیح کے بڑے بڑے فوائد ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں نے ذکر کی بدولت مراتب اعلیٰ حاصل کیے ہیں، اللہ کی یاد اور شکر الٰہی کے لیے نفل نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں نفل نماز کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور بہت دیر قیام فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو اللہ

نے پہلے ہی بخش دیا، آپ کیوں اتنی محنت کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ یعنی میرے ساتھ جو احسانات کیے ہیں میرے لیے لازم ہے کہ میں اللہ کا شکر ادا کروں، گویا کثرتِ نوافل سے اللہ کی یاد کے ساتھ ان کا شکر بھی ادا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

> ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں جب اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں تو اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'' (بخاری)

اس کے ساتھ ہوتا ہوں سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنی حفاظت ونگرانی میں لے لیتا ہے اور برائی ونافرمانی سے اس کو بچاتا ہے۔ نیز یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ کی یاد قلب کی توجہ کے ساتھ زبان سے ہونی چاہیے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جس کے اندر زندگی پائی جاتی ہے اور اس شخص کی مثال جو اللہ کو یاد نہیں رکھتا ہے ایسی ہے جیسے کہ کوئی میت۔'' (بخاری، مسلم)

یعنی اللہ کی یاد دل کو زندگی بخشتی ہے اور اس سے غفلت انسان کے دل پر موت طاری کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے، بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور حقیقی زندگی نصیب ہوتی ہے، یہ کتنی بڑی نعمتیں ہیں، سبحان اللہ

نفل نماز ہو یا تسبیح، بہر حال اللہ کا ذکر کرنا بندے پر واجب ہے۔ ذکر کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' یا ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ'' اگر سو بار پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار ثواب عنایت کرتے ہیں اور ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ'' دل سے تین بار پڑھ لے اور قبول بارگاہِ الٰہی ہو جائے تو روزِ قیامت اس کی وجہ سے اس کے نامۂ اعمال کا نیکی کا پلّہ وزنی ہو جائے گا اور بندہ جنت کا مستحق ہوگا۔ نیز جس نے کلمہ طیّبہ ایک بار دل سے پڑھ لیا تو وہ جنت کا

مستحق ہوگا، اسی لیے یہ کہا جاتا ہے:

افضل ہے سب سے ذکر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ
رہے ہر دم وردِ زباں ذکر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ۳۳-۳۳ بار سُبْحَانَ اللهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ہر نماز کے بعد پڑھنے کے واسطے فرمایا اور اس کے پڑھنے سے حصولِ فضائل وبرکات بھی بتائے۔ یہ ذکر تسبیح فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نام سے موسوم ہوا۔

درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلامِ پاک میں اس کے پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی درود اور خوب سلام بھیجو۔''

درود وسلام ہر دم سلیم اُن پر میں بھیجتا ہوں
میں ربُّ العُلا کی یہ سنت ادا کررہا ہوں

اللہ تعالیٰ خود اپنے پیارے حبیب پر درود بھیجتا ہے اور اپنے بندوں کو بھی حکم کرتا ہے تو ظاہر ہے، اس کام کے کرنے سے اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دونوں راضی ہوں اور اس کے بدلے میں بیش بہا فیوض وبرکات نصیب ہوں گے:

کثرتِ درود وسلام کا اثر یہ دیکھتا ہوں
جس طرف دیکھتا ہوں جمالِ مصطفی دیکھتا ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک صحابیؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے اوقات اذکار کا ایک حصہ درود شریف کے لیے وقف کردوں؟ اور باقی تین حصہ دیگر وظائف کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے زیادہ' ان صحابیؓ نے عرض کیا: ''تو پھر نصف

حصہ درود شریف کے لیے مقرر کرلوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے زیادہ'' یہاں تک کہ ان صحابیؓ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کل وقت درود شریف ہی پڑھا کروں گا۔''

اپنے محبوب پر درود وسلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اس بات کا بھی انتظام فرمایا، کہ جب بندے درود شریف پڑھتے ہیں تو فرشتے اس درود شریف کو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پڑھنے والے کے نام کے ساتھ اس کو پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح استغفار کی کثرت کرے، یعنی اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے: ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' دل کے ساتھ عاجزی سے کثرت سے پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، مجھے دیکھو! میں دن میں سو سو بار اللہ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: ''کچھ وصیت فرمائیں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ چیز تمہارے پورے دین اور تمام معاملات کو ٹھیک حالت میں رکھنے والی ہے۔'' میں نے کہا: ''کچھ اور فرمائیں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے کو قرآن کی تلاوت اور ذکر کا پابند بنالو، خدا تمہیں آسمان پر یاد کرے گا اور زندگی کی تاریکیوں میں یہ دونوں چیزیں تمہارے لیے روشنی کا کام دیں گی۔''

''اللہ یاد کرے گا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں نہیں بھولے گا، تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا، اللہ کی یاد اور قرآن کی تلاوت سے مؤمن کو روشنی ملتی ہے، زندگی کی تاریکیوں میں مؤمن صحیح راہ پالیتا ہے۔

غرض ذکر، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، ذکر سے اللہ کی یاد دل میں قائم ودائم رہتی ہے۔ بعض اذکار سے دل پاک ہوتا ہے، جسمانی وروحانی امراض میں شفا نصیب ہوتی ہے، بلائیات سے نجات ملتی ہے، مشکلات حل ہوتی ہیں، روزی میں ترقی وبرکت ہوتی ہے، گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے،

قلبی سکون میسر ہوتا ہے، ایمان قوی ہوتا ہے، خوشنودی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی ہے، قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے، غرض دنیاوی اور دینی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

یہ علیحدہ تفصیل طلب بات ہے کہ کس ذکر سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جن بزرگانِ دین کو مراتبِ اعلیٰ سے سرفراز فرمایا ہے، ان کو حکمت بھی عطا کی ہے۔ وہ تزکیۂ نفس وعلاجِ روحانی کے نسخوں سے واقف ہوتے ہیں، ان کی صحبت مفید ہوتی ہے، اس لیے ایسے بزرگانِ دین کی صحبت وعقیدت بہت نافع ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ اور صراطِ مستقیم پر چلنے، ذکرِ باری تعالیٰ کرنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(ق) نماز کے بعد کی چند دعائیں

''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیَ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ''

رنج وفکر سے نجات کے لیے فرض نماز کے بعد داہنا ہاتھ ماتھے پر رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

آیۃ الکرسی

بعد نمازِ فرض سلام پھیرنے کے آیۃ الکرسی (رکوع: ۲، پارہ: ۳، سورۂ آل عمران) ایک بار پڑھے۔ اللہ اس کی برکت سے عذابِ قبر سے نجات دے گا۔ حدیث ابی ابن کعب میں آیت الکرسی کو کتاب اللہ میں آیت اعظم فرمایا ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے والے کے پاس نہیں پھٹکتا ہے۔ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس کو سید آیات قرآن کہا ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شیطان اس کے پڑھنے والے کے پاس نہیں آتا ہے، آیۃ الکرسی رات سوتے وقت پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے، ان شاء اللہ شب میں ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

''لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ''

(سورۃ التوبہ کا آخری رکوع، پارہ: ۱۱، آیات نمبر: ۱۲۸ و ۱۲۹)

جوکوئی ان دو آیتوں کو فرض نماز کے بعد ہمیشہ ایک بار پڑھے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ روزِ حشر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی برضاء الٰہی شفاعت فرمائیں گے، اور جس مصیبت اور مہم کے واسطے چاہے پڑھے ان شاء اللہ مشکل آسان ہوگی۔

تسبیح فاطمی

اس تسبیح کی بہت برکات ہیں، نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد خاص طور پر یہ تسبیح پڑھی جائے، ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ اپنی نمازوں کے بعد اس تسبیح کا پڑھنے والا نامراد نہیں رہتا۔

ان کلمات کو تسبیح فاطمی کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے تنہا گھر بار کا بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح مجھے بھی ایک خادمہ عنایت فرما دیں، تو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ کلمات تلقین کیے اور فرمایا: جب سونے کے لیے لیٹو تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لیے کسی خادمہ سے بہتر ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ	(اللہ پاک ہے) ۳۳ بار
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	(سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) ۳۳ بار
اَللّٰهُ أَكْبَرُ	(اللہ سب سے بڑا ہے) ۳۴ بار

دو بابرکت کلمے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: ”یہ دو کلمے ہیں، زبان پر نہایت ہلکے پھلکے، لیکن میزانِ اعمال میں بہت بھاری اور اللہ کے نزدیک بے حد محبوب“

”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ“

”اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، اللہ پاک ہے عظمتوں والا ہے۔“

''بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا
کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا
بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی
الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۸۶)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ، اے رب ہمارے! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا، اے رب ہمارے! اور ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کردے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا کارساز ہے، کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد کر۔''

نوٹ: ہر نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں خصوصاً شب میں بہت آہ وزاری کے ساتھ اس دعا کو پڑھے، اور پوری آیت: ۲۸۵ اور ۲۸۶ یعنی ''اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ'' سے لے ''عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ'' تک ایک مرتبہ صبح بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء سوتے وقت جب بستر پر لیٹے تو پڑھنا بہت خوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے، ان شاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

''رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ
النَّارِ'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۰۱)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے! ہمیں دنیا وآخرت کی نعمتیں عطا فرما اور عذابِ دوزخ سے (آگ) سے پناہ دے۔''

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ظُلۡمًا کَثِیۡرًا وَّلَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ إِلَّا أَنۡتَ
فَاغۡفِرۡ لِیۡ مَغۡفِرَۃً مِّنۡ عِنۡدِكَ وَارۡحَمۡنِیۡ إِنَّكَ أَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ''

ترجمہ: ''اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں، سو اپنی خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر،

بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

''رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ''

(سورۂ ابراہیم، آیات نمبر: ۴۰ و ۴۱)

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے، اے میرے رب! میری دعا کو قبول فرما، اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور ایمانداروں کو حساب قائم ہونے کے دن بخش دے۔''

''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ'' (سورۃ المؤمنون، آیت نمبر: ۱۱۸)

ترجمہ: ''اے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، آپ بڑا رحم کرنے والے ہیں۔''

''رَبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا'' (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر: ۲۴)

ترجمہ: ''اے میرے رب! جس طرح انہوں (میرے والدین) نے مجھے بچپن میں محبت سے پالا ہے، اسی طرح تو بھی اُن پر رحم فرما۔''

''رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''

(سورۃ التحریم، پارہ: ۲۸، آیت نمبر: ۸)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے۔''

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور عافیت عطا فرما، ہدایت فرما اور رزق عطا فرما اور عزت عطا فرما، بزرگی عطا فرما۔''

'' اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّیَّۃِ وَالْھُدٰی اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تجھ سے محبت کروں اور تیری رضا پر قائم

رہوں زبان سے، عمل سے، فعل سے، نیت سے اور ہدایت سے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

''اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظْرِ فِيْ مَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں رکھ اور میں بہت پاک رہنے والوں میں ہوؤں اور مجھ کو اچھی نظر (دیکھنا، سمجھنا) نصیب کر اور مجھ سے راضی ہو جا۔''

''اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری مدد فرما کہ تیرا خوب ذکر کروں اور شکر کروں اور اچھی طرح تیری عبادت کروں۔''

نوٹ: حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں، پھر فرمایا: تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا مانگنا، اسے چھوڑ نا مت۔''

''رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ''

ترجمہ: ''اے میرے رب! میری موت کے وقت عالم نزع وسکرات کے وقت میری مدد فرمائیو۔''

''اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور عذابِ دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ (شر) سے پناہ مانگتا ہوں اور دجال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔''

''اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَأَمِتْنِيْ عَلَى الْإِيْمَانِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ کو اسلام پر زندہ رکھ اور میرا خاتمہ (یعنی موت) ایمان کی سلامتی پر فرما۔''

جمع کے صیغہ کے لیے ''أَحْيِنِيْ'' کے بجائے ''أَحْيِنَا'' اور ''أَمِتْنِيْ'' کے بجائے ''أَمِتْنَا'' کہے (یعنی ہم کو اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان کے ساتھ موت دے)

''بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ''

ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ نہیں نقصان پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔''

نوٹ: اس دعا کو روزانہ تین بار پڑھے صبح و شام۔ ان شاء اللہ ہر قسم کے نقصان اور فالج کے حملہ سے محفوظ رہے گا۔

''اللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا''

ترجمہ: ''اے اللہ! روزِ قیامت میرا حساب آسان فرما دیجیے۔''

''رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ، وَأَجِبْ دَعْوَتِيْ، وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ، وَسَدِّدْ لِسَانِيْ، وَاهْدِ قَلْبِيْ، وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ۔''

ترجمہ: ''اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دور فرما اور دعا قبول فرما اور میری دلیل کو ثابت کر دے اور زبان کو درست کر دے اور قلب کو ہدایت فرما اور دل کی کھوٹوں کو دور فرما۔''

'' اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَأَهْلِنَا وَمَالِنَا''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں، ہم کو عافیت اور برکت عطا فرما، ہمارے دینی و دنیاوی معاملات میں اور ہمارے اہل و عیال اور مال میں۔''

''اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ

وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ''

ترجمہ:''یا اللہ! میں پناہ پکڑتا ہوں تیری فکر سے اور غم سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی اور سستی سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں بزدلی سے اور بخل سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کے دبا لینے سے۔''

نوٹ: یہ دعا ادائے قرض کے لیے پڑھی جائے، ویسے بعد نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

'' اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَارْضَ عَنَّا، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔''

ترجمہ:''اے اللہ! ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور ہم راضی ہوجا، اور ہم کو جنت میں داخل کر، اور عذاب آگ سے پناہ دے اور ہماری کلی طور پر اصلاح فرما۔''

'' اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ''

ترجمہ:''اے اللہ! میرے نفس کو تقویت نصیب فرما اور پاک کردے آپ بہتر پاک کرنے والے ہیں، آپ وارث ہیں اور آپ ہی مالک ہیں۔''

'' رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ '' (سورۃ المؤمنون، آیات نمبر:۹۷، ۹۸)

ترجمہ:''اے میرے رب! میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئے۔''

نوٹ: شیطانی شر سے بچنے کے لیے یہ دعا پڑھے۔

''رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ''

(سورۃ المؤمنون، آیت نمبر:۱۰۹)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ،تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

''رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ''

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر:۱۵۱)

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

''اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ''

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر:۱۵۵)

ترجمہ: ''تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔''

'' حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ '' (سورۃ التوبۃ، آیت نمبر:۱۲۹)

ترجمہ: ''مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔''

''رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ''

(سورۃ النمل، آیت نمبر:۱۹)

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔''

نوٹ: حضرت سلیمان علیہ السلام کو چیونٹی کی بات سن کر اپنے والدین کے ساتھ کیے گئے احسان یاد آئے، اس لیے اس وقت اللہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے لیے بھی دعا مانگی، اللہ نے ہر شخص کے

والدین کے ساتھ احسان کیے ہیں، اس لیے ہر مسلمان کو یہ دعا پڑھنی چاہیے، اس میں اپنی ذات کے لیے بھی دعا ہے، اس لیے کہ اللہ نے اس پر احسان کیے، اس کا شکر اور آگے کے لیے دعا۔

''وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ'' (سورۃ المؤمنون، آیت نمبر: ۴۴)

ترجمہ: ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔''

نوٹ: یہ دعا کے آخر میں ضرور پڑھنا چاہیے۔

''رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ'' (سورۃ النمل، آیت نمبر: ۱۹)

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح کر، بے شک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں فرمانبرداروں میں ہوں۔''

نوٹ: اپنے اور والدین پر کیے گئے انعامات کا شکر ادا کرنے کی توفیق کی دعا اور اولاد میں اصلاح کے لیے دعا ہے اور اپنی فرمانبرداری کا اعتراف ہے۔ (یہ دعا اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ یا کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن)

''اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ''

(سورۃ یوسف، آیت نمبر: ۱۰۱)

ترجمہ: ''آپ دنیا و آخرت کے مالک ہیں، مجھے اسلام پر موت دیجیے اور نیک لوگوں کے ساتھ یومِ آخر میں اُٹھایئے۔''

''اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہماری عاقبت بہتر کردے اور کُل کام عاقبت کے بہتر بنادے

اور ہم کو دنیا کی رسوائی سے اور آخرت کے عذاب سے بچا لے۔''

''اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری سماعت (کان سے سننے کی قوت) میں عافیت فرما، اے اللہ! میری نگاہ صحیح رکھ، اے اللہ! میرے جسم (بدن) کو صحیح سلامت رکھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

نوٹ: یہ دعا صحت کلی کے واسطے پڑھے، جب زیادہ بیمار ہو تو رات کے وقت آسمان کے نیچے ننگے سر کھڑا ہو کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھے اور آخری مرتبہ آسمان کی طرف منہ کر کے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ'' تین مرتبہ عاجزی کے ساتھ کہے۔

''رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا'' (سورۃ نوح، آیت نمبر:۲۸)

نوٹ: اس دعا میں اپنے اور والدین کے اور ان مردوں اور عورتوں کی مغفرت کے لیے جامع دعا ہے جو ایمان کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوں اور ظلم کرنے والوں کے لیے مجبوراً بددعا ہے، وہ ان کی بربادی کے لیے۔

''رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ'' (سورۂ آل عمران، آیت نمبر:۸)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے! جب تو ہم کو ہدایت کر چکا تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔''

''رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ''

(سورۃ الحشر، آیت نمبر:۱۰)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے

پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے، اے رب ہمارے! بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

''رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ''

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر:١٦)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے ہیں، سو ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔''

''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَی الْإِیْمَانِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ۔''

ترجمہ: '' یا حی! یا قیوم! ہمارے دلوں کو ایمان پر ثابت قدم رکھ، اے دلوں کے مالک! ہمارے دلوں کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھ اور اے دلوں پر تصرف کرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر لگا دے۔''

نوٹ: مندرجہ بالا دعا اجتماعی ہے، اگر صرف اپنی ذات کے لیے دعا مانگے تو ''قُلُوْبَنَا'' کی بجائے ''قَلْبِیْ '' پڑھے، یہ واحد کا صیغہ ہوجائے گا۔''قُلُوْبَنَا'' کے معنی ''ہمارے دلوں کو'' اور ''قَلْبِیْ'' کے معنی ''میرے دل کو''۔

نوٹ: ''اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ '' یہ اللہ کے صفاتی نام ہیں، اشیاء کی ترکیب صورت اور مادہ سے ہے، جس صفت کے انعکاس سے صورتیں پیدا ہوتی ہیں، وہ (حَیٌّ) ہے اور جس اسم کی تاثیر سے مادہ پیدا ہوتا ہے، وہ ''قَیُّوْمُ'' کہلاتا ہے تو حاصل یہ ہوا کہ مادہ اور صورت کی انتہا اسی پر یعنی اللہ پر ہے تو پھر دوسرے کے دروازے پر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیونکہ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہوگی اس میں یہی دو چیزیں ہوں گی۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ''بغرضِ حاجت اور اس کے علاوہ بھی برابر پڑھتا رہے، ان شاء اللہ! حاجت روائی ہوتی رہے گی اور اس سے روزی میں بھی ترقی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

'' حَلِّلۡ إِشۡكَالَنا يَا حِلَّ الۡمُشۡكِلَاتِ ، اشۡفِ مَرۡضَانَا يَا شَافِيَ الۡأَمۡرَاضِ ، إِدۡفَعۡ بَلَاۗئَنَا يَا دَافِعَ الۡبَلِيَّاتِ ، إِرۡفَعۡ دَرَجَاتِنَا يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ، سَبِّبۡ أَسۡبَابَنَا يَا مُسَبِّبَ الۡأَسۡبَابِ ، إِقۡضِ حَاجَاتِنَا يَا قَاضِيَ الۡحَاجَاتِ ''

'' اللّٰهُمَّ أَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ وَ إِلَيۡكَ يَرۡجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدۡخِلۡنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكۡتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيۡتَ يَاذَا الۡجَلَالِ وَالۡإِكۡرَامِ ''

ترجمہ: ''اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، اور سلامتی تیری ہی طرف لوٹتی ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور سلامتی کے گھر داخل فرما، بڑی برکت والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند ہے تو اے جلال اور بزرگی والے!۔''

نوٹ: نماز کے بعد ضرور پڑھنی چاہیے۔

'' اللّٰهُمَّ اَعِزَّ الۡإِسۡلَامَ وَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اللّٰهُمَّ انۡصُرِ الۡإِسۡلَامَ وَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اللّٰهُمَّ اللّٰهُمَّ انۡصُرۡنَا فَإِنَّكَ خَيۡرُ النَّاصِرِيۡنَ اللّٰهُمَّ لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ''

ترجمہ: ''اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما، اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو فتح نصیب فرما، اے اللہ! ہم کو فتح نصیب فرما، پس آپ بہتر کامیابی عطا کرنے والے ہیں، اے اللہ! ہم کو ظالم قوم کے فتنوں (شر) میں نہ پھنسا اور اپنی رحمت سے ہم کو قومِ کافر سے نجات عطا فرما۔''

''اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا قَضَيْتَهَا وَلَا عَيْبًا إِلَّا سَتَرْتَهٗ وَلَا مَرِيْضًا إِلَّا شَفَيْتَهٗ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! میرا کوئی گناہ نہ چھوڑیو جو بخشا نہ جائے اور کوئی فکر ایسی نہ رہے جو دور نہ کردی جائے اور کوئی قرض بغیر ادا کیے نہ رہ جائے اور دین و دنیا کی کوئی حاجت ایسی نہ ہو جو پوری نہ ہو جائے اور کوئی عیب ایسا نہ ہو جس کی پردہ پوشی نہ ہو جائے اور کوئی مرض بغیر شفا کے نہ رہ جائے، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے!۔''

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِأُسْتَاذِيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِإِخْوَانِنَا وَ لِأَزْوَاجِنَا وَلِأَحْبَابِنَا وَلِأَطْفَالِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم کو بخش دے اور ہمارے والدین کو اور ہمارے استاذوں کو اور ہمارے مشائخ کو اور ہمارے بھائیوں کو اور ہماری بیویوں کو اور ہمارے دوستوں کو اور ہمارے بچوں کو اور کل مؤمنین اور مؤمنات کو اور کل مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو جو زندہ یا مر چکے ہیں۔ بے شک آپ دعا سننے والے اور قبول کرنے والے ہیں۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے ہم سب پر اپنا رحم فرما۔''

'' اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ إِيْمَانًا صَادِقًا كَامِلًا، وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا خَاشِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتَوْفِيْقًا إِحْسَانًا وَّأَوْلَادًا صَالِحًا وَّ كَسْبًا حَلَالًا طَيِّبًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّ تَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَرَحْمَةً وَّمَغْفِرَةً بَعْدَ الْمَوْتِ

وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاتَ مِنَ النَّارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ يَا نُوْرَ النُّوْرِ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں سچے اور کامل ایمان نصیب ہونے کا اور ذکر کرنے والی زبان اور قلب سلیم، تیرا خوف رکھنے والا اور نیک عمل قبول ہونے والا اور یہ کہ احسان کرنے کی توفیق اور نیک اولاد نصیب ہو۔ حلال اور پاک روزی کے لیے اور یہ کہ رزق میں کشادگی ہو اور سچی توبہ نصیب ہو اور موت سے قبل توبہ نصیب ہو اور موت آرام سے ہو اور مرنے کے بعد تیری رحمت اور بخشش نصیب ہو اور حساب (روزِ قیامت) میں عافیت ہو اور جنت نصیب ہو اور دوزخ کی آگ سے نجات ہو، اے ہمارے سینوں کی بات جاننے والے! اے نور علیٰ نور! اے سارے جہانوں کے رب!۔''

دعا دورانِ تراویح

'' سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْر. اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ ''

ترجمہ: ''پاک ہے وہ اللہ جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جو عزت والا اور عظمت والا اور ہیبت والا اور قدرت والا اور بڑائی والا اور سطوت والا ہے، پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ ہے زندہ رہنے والا کہ نہ اس کے لیے نیند اور نہ موت ہے، وہ بے انتہا پاک ہے، بے انتہا مقدس ہے، ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا

پروردگار ہے۔ الٰہی! ہمیں آگ سے بچانا، اے بچانے والے! اے پناہ دینے والے! اے نجات دینے والے! اے بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، پس مجھ کو معاف فرمادے، اے بخشنے والے! اے بخشنے والے! اے بخشنے والے!۔''

نوٹ: رمضان شریف میں نمازِ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد یہ دعا پڑھنا چاہیے۔

دعاءشبِ قدر

''اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ''

ترجمہ: ''اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے والے کو دوست رکھتا ہے، پس مجھے معاف کردے، اے بخشنے والے! اے بخشنے والے! اے بخشنے والے!۔''

نوٹ: نمازِ وتر میں دعا قنوت کے بعد یہ دعا پڑھنا بہتر ہے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْھُكَ، اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری مغفرت کے ساتھ تیرے غضب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیری سختی (غصہ) سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری تیرے جلال سے، اے اللہ! میں تیری تعریف نہیں بیان کرسکتا، جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔''

جامع دعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! دعائیں تو آپ نے بہت سی بتادی ہیں اور ساری یاد رہتی نہیں، کوئی ایسی مختصر دعا بتادیجیے جو سب دعاؤں کو شامل ہوجائے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

''اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ''(ترمذی)

(ک) چند اوراد وغیرہ

فضائلِ بِسۡمِ اللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کے ساتھ ایک بار بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے، اس کے گناہ معاف ہوں، جو روزانہ ایک تسبیح پڑھے، اس کی قبر کشادہ ہو، گھر میں داخل ہوتے وقت اور باہر جاتے وقت پڑھیں، تو گھر اور وہ شخص حفاظت سے رہیں، اگر کوئی (۷۸۶) سات سو چھیاسی بار پڑھے، اس کی ہر مشکل آسان ہو:

''أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ . اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَا یَئُوۡدُہٗ حِفۡظُھُمَا وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ''

(آیت الکرسی)

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب کھلی اور چھپی باتوں کا جاننے والا ہے، وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ، پاک ذات، سلامتی دینے والا، امن دینے والا، نگہبان،

زبردست، خرابی کا درست کرنے والا، بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس
سے جو اس سے شریک ٹھہرائے، وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، ٹھیک ٹھیک بنانے
والا، صورت دینے والا، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، سب چیزیں اس کی تسبیح کرتی
ہیں، جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور ہی زبردست حکمت والا ہے۔''

نوٹ: جو شخص مندرجہ بالا آیات (سورۃ الحشر، پارہ:۲۸) کو ''أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ '' کے ساتھ تین مرتبہ صبح بعد نمازِ فجر پڑھے گا تو اس وقت سے شام تک فرشتے اس کے واسطے دعا کرنے کے لیے مقرر کردیئے جائیں گے اور اسی طرح تین مرتبہ شام بعد عصر پڑھے گا، تو صبح تک دوسرے فرشتے اس کے واسطے دعا کریں گے۔ واللہ اعلم

روزانہ چالیس مرتبہ آیۂ کریمہ کو اس کے معنی پر توجہ دیتے ہوئے ضرور پڑھے:

''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ''

ترجمہ: '' تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب ہے، بے شک میں بے
انصافیوں (اپنے اوپر ظلم کرنے والوں) میں سے تھا۔''

نوٹ: حضرت یونس علیہ السلام کو یہی آیت پڑھنے سے مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، اللہ نے معافی دی، مصیبت میں اور پریشانی میں بہت اکثیر دعا ہے۔ بڑی مہم یا سخت مشکل حل ہونے کے لیے اس کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر دعا کی جائے، تو اس کی برکت سے اللہ رحم کرتا ہے، روزانہ پڑھنے سے تمام پریشانیاں و آفات سے نجات ملتی ہے۔

''سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ''

ترجمہ: '' پاک ہے اللہ بزرگی والا اور تعریف والا اور نہ گناہوں سے بچنے اور نہ
اطاعت کی طاقت سوائے اللہ کی مدد کے (یعنی نیکی کی توفیق دینا اور گناہوں سے
بچانا صرف خدا ہی کا کام ہے)۔''

نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ضعیف صحابی حضرت قبصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑھنے کی تلقین کی تھی، جو صبح روزانہ تین مرتبہ اس کو پڑھے گا، وہ جنون، کوڑھ، اندھا پن اور فالج سے محفوظ

رہے گا۔

''اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا''

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے عیوب کو چھپا اور جتنے میرے زیرنگراں یا زیر پرورش ہیں ان کو امن میں رکھیو۔''

نوٹ: اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لیے بلاتعداد اس دعا کو پڑھتا رہے، ان شاء اللہ کامیابی ہوگی، نماز کے بعد دعا میں بھی پڑھے۔

''أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَيْهِ''

ترجمہ: ''میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

نوٹ: ہر نماز کے بعد پڑھے اور چلتے پھرتے اس دعا کو کثرت سے پڑھے، اول وآخر درود شریف پڑھ لے، اس کے ذکر سے بے حد فوائد ہیں۔

استغفار

''أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو حی و قیوم ہے اور میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

نوٹ: بلاتعداد ہر وقت نماز کے بعد بھی پڑھیے، اس سے گناہوں کی معافی اور جسمانی وروحانی پاکی نصیب ہوتی ہے۔

رئیس الاستغفار

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

''اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ، فَإِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! تو میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، اپنی طاقت کے موافق میں تجھ سے اپنی بدکاریوں سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوائے کوئی گناہ نہیں بخشتا۔''

نوٹ: صبح بعد نمازِ فجر اور شام کو تین تین مرتبہ روزانہ پڑھے، گناہوں سے پاک ہوتا ہے، اول وآخر درود شریف کم از کم تین مرتبہ۔

''اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ''

(سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر:۱۹)

ترجمہ: ''اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا طاقت ور زبردست ہے۔''

نوٹ: روزی کی کشایش اور برکت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے، زیادہ حاجت مند روزانہ بعد نمازِ فجر ۲۱ بار پڑھنے کا معمول رکھے، شروع اور آخر میں درود شریف ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۱۱ بار ضرور پڑھے۔

''اَللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''

(سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر:۲۶)

ترجمہ: ''اے اللہ! بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے، جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے، سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

نوٹ: جو مقروض ہو وہ قرض کی ادائیگی کے لیے مندرجہ ذیل آیت کا ورد رکھے تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا، ورد بعد نمازِ عشاء بہتر ہے یا صبح و شام ۷ مرتبہ۔

''تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ''

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر: ۲۷)

ترجمہ: ''تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

نوٹ: روزی کی ترقی و برکت کے لیے اس دعا کا وِرد کرنا چاہیے، بعد نمازِ فجر یا عشاء۔

''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری موت کے وقت اور میرے مرنے کے بعد مجھے برکتیں نصیب فرما۔''

نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اس دعا کو روزانہ ۲۵ مرتبہ پڑھے گا وہ شہادت کا مرتبہ پائے گا۔

''اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ'' (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: ۸۳)

ترجمہ: ''مجھے روگ لگ گیا ہے، حالانکہ تو سب پر رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

نوٹ: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی مستقل بیماری کی شفا کے لیے دعا کی تھی، اللہ نے یہ دعا قبول کی اور اچھے ہو گئے، یہ دعا بیماری میں شفا کے لیے کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

''رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ'' (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: ۸۹)

ترجمہ: ''اے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔''

نوٹ: یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد عطا کرنے کے لیے کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے

قبول کی اور بیٹا (یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام) ان کو عطا کیا، یہ دعا بیت المقدس میں مانگی تھی، جس کے اولاد نہ ہو، وہ یہ دعا کثرت سے پڑھے۔

دعا برائے دافعِ نظر

''بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَذۡھِبۡ حَرَّھَا وَبَرۡدَھَا وَوَصَبَھَا''

اگر کسی کو نظر لگ جائے تو یہ دعا پڑھے، دوسرے کے لیے پڑھ کر اس پر دم کر دے، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ مندرجہ بالا دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا ہے۔

اپنے دشمن کے ضرر یا کسی اور نقصان سے بچنے کے لیے سو مرتبہ روزانہ ''اَلرَّقِیۡبُ'' پڑھے اور اپنے اوپر، افرادِ خانہ، و مال و متاع پر دم کر دے۔

روزانہ تنہائی کے وقت سو مرتبہ ''اَلۡبَاعِثُ'' پڑھنے سے زبان میں چاشنی پیدا ہوگی اور دل میں زندگی پیدا ہوگی۔

برائے حافظہ

۴۱ مرتبہ سورۃ ''اَلَمۡ نَشۡرَحۡ'' پڑھ کر کشمش پر دم کیا جائے اور روزانہ سات دانہ کشمش صبح ناشتہ سے قبل کھلایا جائے، ان شاء اللہ حافظہ بہتر ہوگا اور جب وقت ملے ''رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ'' پڑھتا رہے۔

(ل) زندگی کے شب وروز کی دعائیں

ہر کام شروع کرنے سے پہلے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر بستر سے اُٹھتے ہوئے

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ''

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت جیسی نیند کے بعد بیداری کی نئی زندگی بخشی اور اسی کی طرف آخر کار (اپنی قبور سے) اُٹھ کر جانا ہے۔''

'' اللّٰھُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَیْكَ الْمَصِیْرُ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم نے تیری مدد سے صبح کی اور تیری مدد سے شام کی، تیرے ہی کرم سے زندہ ہیں، تیرے ہی حکم سے ہمیں موت آئے گی اور تیری طرف ہی ہم کو پلٹ کر جانا ہے۔''

گھر سے نکلتے ہوئے

''بِسْمِ اللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔''

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے، اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، اللہ کی مدد کے بغیر کوئی چارہ گری اور قوت نہیں۔''

مسجد میں داخل ہوتے ہوئے

''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

مسجد سے نکلتے وقت

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں اور تیری رحمت کا۔''

سفر پر روانہ ہونے کے وقت

''أَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُہٗ''

ترجمہ: ''میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، جس کے پاس امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

سواری پر سوار ہوتے وقت

''سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ'' (سورۃ الزخرف، آیت نمبر: ۱۳)

ترجمہ: ''بے عیب ہے وہ پاک ذات ہے، جس نے اس (سواری) کو ہمارا

فرماں بردار بنادیا ہے، ورنہ ہم خود اسے زیر نہ کرسکتے تھے اور ہمیں اپنے پروردگار کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔''

نیا چاند دیکھنے پر

''اللّٰھُمَّ أَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْإِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ''

ترجمہ: ''اے اللہ! یہ چاند ہم پر، امن وامان اور سلامتی واسلام والا بنادے اور ان کاموں کی توفیق کا ذریعہ بنا جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔''

صحت وعافیت کی دعائیں

۱:- ''اللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔''

۲:- ''اللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ صِحَّۃً فِیْ إِیْمَانٍ، وَإِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ، وَنَجَاحًا یَتْبَعُہُ فَلَاحٌ، وَرَحْمَۃً مِّنْکَ وَعَافِیَۃً، وَمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے صحت کا طالب ہوں ایمان کے ساتھ اور ایمان کا طلب گار ہوں حسن خلق کے ساتھ اور اس نجاح وکامرانی کا طالب ہوں جس کے بعد کامیابی ہو اور تجھ سے رحمت، عافیت، مغفرت اور رضوان کا طلب گار ہوں۔''

بیت الخلاء جانے سے قبل دعا

''اللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری تیری پناہ چاہتا ہوں شیاطین سے، ان شیاطین سے جو مذکر ہیں اور ان سے بھی جو مؤنث ہیں۔''

بیت الخلاء سے واپس آ کر

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَعَافَانِیْ"

ترجمہ: "اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمادی اور مجھے عافیت بخشی۔"

کھانے سے پہلے

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"

ترجمہ: "اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

کھانے کے دوران

اگر کھانے کی ابتداء میں "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے، یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ"

ترجمہ: "اللہ کے نام سے کہ اسی کا نام اس کی ابتدا ہے اور اسی کے نام پر حسن خاتمہ ہے۔"

کھانے کے بعد کی دعائیں

کھانے کے بعد ان میں سے کوئی دعا ضرور پڑھیے:

۱:- "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ."

ترجمہ: "تمام تعریفیں اور شکر اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھانے پینے کو دیا اور ہمیں مسلمان بنایا۔"

۲:- "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَكًا فِیْهِ غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا"

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ایسی تعریفیں جو طیب اور مبارک ہوں، اے رب! ہم اس سے قطعاً مستغنی نہیں ہیں۔''

میزبان کے حق میں دعائیں

۱:- ''اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِيْ، وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ''

ترجمہ: ''اے اللہ! جس نے ہمیں کھلایا تو اسے کھانے کو دے اور جس نے ہمیں پینے کو دیا تو اسے پینے کو عطا فرما۔''

۲:- ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ان کو جو آپ نے رزق دیا ہے، اس میں انہیں برکت عطا فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر۔''

پانی پینے کے بعد دعا

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الْمَاءَ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا''

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اور شکر اللہ کے لیے ہیں، جس نے اپنی رحمت سے پانی کو میٹھا اور خوشگوار بنایا اور ہماری خطاؤں کی پاداش میں کھاری اور نمکین نہیں کر دیا۔''

وضو کرتے وقت

''أَتَوَضَّأُ بِسْمِ اللّٰهِ''

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے وضو کا آغاز کرتا ہوں۔''

مریض کے لیے دعا

''لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ''

ترجمہ: ''کوئی فکر کی بات نہیں، اللہ بزرگ و برتر نے چاہا تو پاکیزگی اور سلامتی ہے۔''

عیادت کی دعائیں

۱:-''اللّٰهُمَّ أَذْهِبِ البَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ فَأَنْتَ الشَّافِيْ. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا''

ترجمہ: ''اے پروردگارِ مردم! اس کی تکلیف کو دور کردے، اسے شفا بخش دے کہ تو ہی شفا بخشنے والا ہے، تیرے سوا کسی کے پاس شفا نہیں، شفا بھی ایسی کہ جس کے بعد کسی بیماری کا نام ونشاں نہ رہے۔''

۲:-''أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ''

ترجمہ: ''میں درخواست کرتا ہوں عظمتوں والے، عرشِ عظیم کے مالک اللہ سے کہ وہ تمہیں شفا عطا فرمادے۔''

نئے کپڑے پہنتے ہوئے دعا

'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ''

ترجمہ: ''حمد وسپاس اللہ کے لیے جس نے مجھے کپڑے پہنائے، جن سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو میری اس زندگی میں حسن وجمال کا ذریعہ بھی ہیں۔''

سونے سے قبل دعا

''اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا''

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیرے نام سے موت وحیات پاتا ہوں۔''

قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

'' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا، وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ ''

دوزخ سے بچنے کی دعا

''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

''يَا مُفَتِّحَ الْأَبْوَابِ وَ يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ وَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْأَبْصَارِ وَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِيْنَ وَ يَا دَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَ يَا مُفَرِّحَ الْمَحْزُوْنِيْنَ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَ اُفَوِّضُ إِلَيْكَ اَمْرِيْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا اَللهُ يَا بَاسِطُ يَا رَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ يَا كَرِيْمُ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ''

ترجمہ: ''اے کھولنے والے دروازوں کے اور اے سبب پیدا کرنے والے اسباب کے اور اے پھیرنے والے دلوں کے اور نگاہوں کے اور اے فریاد سننے والے فریاد کرنے والوں کی اور اے راہ بتانے والے حیرانوں کے اور اے فرحت دینے والے غمگینوں کے، میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے، بھروسہ کیا میں نے تجھ پر اے میرے پروردگار! اے اللہ! اے خوش حالی بخشنے والے! اے روزی دینے والے! اور رحمت کے دروازے کھولنے والے! اے سخی! میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے، میری فریاد سن لے، اے فریاد سننے والے فریاد کرنے والوں کی۔''

(م) درود شریف وغیرہ

بغرضِ نصیبِ زیارتِ حضورِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جمعہ کی رات بعد نمازِ عشاء دو رکعت نمازِ نفل پڑھے، ہر ایک رکعت میں بعد ''اَلْحَمْد'' شریف گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' کی سورت پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے ایک ہزار مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ''

مگر شرط یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہے، معصیت سے بچتا رہے، نماز با جماعت کا پابند رہے، اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب فرمائیں گے، سبحان اللہ

درودِ تُنَجّینا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ، وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَھِّرُنَا بِھَا

مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ''

ترجمہ:''اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایسی رحمت کہ چھوڑ دے تو ہم کو اس کے سبب تمام دھڑکنوں اور آفتوں سے اور پوری کردے تو ہماری اس کے وسیلہ سے سب حاجتیں اور پاک کردے ہم کو اس کے سبب سے سب برائیوں سے اور بلند کردے تو ہمارے درجے بڑے بڑے اس کے سبب اور پہنچادے تو ہم کو اس کے سبب سے سرے کی نہایتوں کو سب بھلائیوں سے زندگی میں اور پہلے مرنے کے، بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔''

نوٹ: ہوسکے تو روزانہ بلاناغہ پڑھے۔

نماز برائے حاجت

بعد نمازِ عشاء یا سب کام سے فارغ ہو کر یا تہجد کے وقت چار رکعت نماز نفل پڑھے، اس طرح کہ اول رکعت میں بعد الحمد شریف و سورۃ کے ایک سو مرتبہ ''یَا اَللّٰہُ'' پڑھے، پھر رکوع میں جائے دوسری رکعت میں، اسی طرح سو مرتبہ ''یَا رَحْمٰنُ'' پڑھے، تیسری رکعت میں ''یَا رَحِیْمُ'' اور چوتھی رکعت میں ''یَا وَدُوْدُ'' پڑھے اور بعد اختتام نماز دعا مانگے۔ دعا کے اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے۔

اکثیر واسطے حاجت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ تہجد کے بعد رکوع ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ '' سے ''لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ'' تک (سورۂ آل عمران کا آخری رکوع پارہ لَنْ تَنَالُوا) پڑھا کرتے تھے، اس رکوع کو تہجد کے وقت پڑھ کر جو دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

دعا برائے حاجت

تہجد کے وقت دو نفل پڑھے، اول رکعت میں ''الحمد شریف'' کے بعد ۲۱ مرتبہ سورۂ اخلاص، دوسری رکعت میں ۲۰ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور ان دو نفل کا ثواب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخش دے، پھر پانچ سو مرتبہ ''یَا لَطِیْفُ'' پڑھے، پھر اپنی حاجت کے واسطے دعا مانگے، دعا کے اول و آخر درود شریف ۱۱ مرتبہ پڑھے۔

برائے حاجت

''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ'' (سورۃ النمل، آیت نمبر: ۶۲)

لاتعداد پڑھے اور پھر دعا مانگے، دعا سے قبل و آخر درود شریف پڑھے۔

برائے حاجت

سورۂ''أَلَمۡ نَشۡرَحۡ''معہ درود شریف ابراہیمی دس دس مرتبہ اول وآخر بعد ہر نماز کے یا کم از کم صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھا کریں اور''یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیۡعَ السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضِ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ'' پڑھ کر دعا کیا کریں، ان شاءاللہ ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔

واسطے استقامتِ قلب

''فَاسۡتَقِمۡ کَمَآ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطۡغَوۡا''

(سورۃ ہود، آیت نمبر:۱۱۲)

استقامتِ قلب کے لیے گیارہ مرتبہ بعد ہر نماز کے پڑھے۔

امراضِ قلب کے لیے مجرب

۱:-فرض نماز کے بعد داہنا ہاتھ قلب پر رکھ کر گیارہ مرتبہ''یَا قَیُّوۡمُ''پڑھے۔

یا

۲:-فرض نماز کے بعد داہنا ہاتھ قلب پر رکھ کر سات مرتبہ یہ پڑھے:

''یَا قَوِیُّ الۡقَادِرُ الۡمُقۡتَدِرُ قَوِّنِیۡ وَقَلۡبِیۡ''

یا

۳:-''لِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَیُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ''(سورۂ انفال، آیت نمبر:۱۱)

اس کو پڑھے اور اس کو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں بھی اس طرح ڈالے کہ یہ قلب پر رہے۔

استخارہ

استخارہ مسنون عمل ہے۔اس کا مطلب ہے:''اللہ تعالیٰ سے خیر اور بہتری کی دعا کرنا۔''

استخارہ کا طریقہ

دو رکعت نماز عام نوافل کی طرح استخارہ کی نیت سے پڑھنی ہے،سلام کے بعد استخارہ کی مسنون دعا پڑھنی ہے:

استخارہ کی دعا

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَاأَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَاأَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَأٰجِلِهٖ، فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَأٰجِلِهٖ، فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهٖ'' (سنن الترمذی،صحیح البخاری)

ترجمہ:''اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے بھلائی مانگتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر (اچھائی پر) قدرت طلب کرتا ہوں،اور میں آپ کے عظیم فضل و انعام کا سوال کرتا ہوں۔آپ میں طاقت ہے،اور مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔آپ (میرے پیش آمدہ معاملہ کے بارے میں) علم رکھتے ہیں، مجھے علم نہیں ہے۔اے اللہ! اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے حق میں،میرے دین،میرے معاش اور میرے فوری یا دیرپا انجام کے اعتبار

سے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر اور آسان فرما دیجئے اور پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجئے۔ اور اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے حق میں، میرے دین، میرے معاش اور میرے فوری یا دیر پا انجام کے اعتبار سے برا ہے، تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دیجئے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دیجئے جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجئے۔''

فائدۃ:..... دعا میں جب ''هٰذَا الْأَمْرَ'' کے الفاظ پڑھیں تو اپنے مطلوبہ معاملہ (مثلاً: کاروبار یا رشتہ) کے بارے میں سوچیں اور اسی کی طرف دھیان دیں۔

نوٹ:..... استخارہ کی عربی دعا زبانی یاد نہ ہو تو دیکھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

مختصر استخارے کا ایک اور مسنون طریقہ

اچانک کوئی کام پیش آ جائے اور فوراً اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہو، تو ایسے موقع کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر دعا بتائی ہے:

''اللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ۔'' (سنن الترمذی)

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے لیے بہتر انتخاب فرما دیجئے، اور میرے لیے بہتر پسند فرما لیجیے۔''

استخارے کا یہ طریقہ زیادہ آسان اور مختصر ہے، جو کسی بھی وقت، کسی بھی جگہ کیا جا سکتا ہے۔

علاج خونی امراض

برائے بلڈ پریشر و شکر خونی، نیز ہر قسم کے خونی امراض کے لیے ایک پاؤ چینی پر روزانہ کم از کم چالیس روز تک بلا ناغہ اکتالیس بار سورۂ فاتحہ معہ وصل میم ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے اور اکتالیس بار ''سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ'' اور اکتالیس بار ''وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ'' معہ درود شریف اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ (درودِ ابراہیمی) پڑھ کر دم کر دیا کریں اور اول روز سے ہی روزانہ صبح و شام تین تین ماشہ اس چینی میں سے پھانک لیا کریں، ان شاء اللہ ہر مرض کو فائدہ ہوگا۔

نوٹ: ''سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ'' (سورۂ یٰسین، رکوع: ۳، آیت نمبر: ۵۸)

’’ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ‘‘(سورۂ بنی اسرائیل، رکوع:۱۲، آیت نمبر:۱۰۵)

کلونجی کے فوائد

حدیث نبوی (۴۳۰۰) مشکوٰۃ شریف، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:’’ کالا دانہ (کلونجی) میں ہر بیماری کی شفا ہے، مگر موت سے (نہیں)۔‘‘(بخاری و مسلم)(طب نبوی)

(۱) حکیم جالینوس کا قول ہے کہ کلونجی نفخ اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے اور اس کے کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

(۲) جوش دے کر سر پر سہ پہر لگانے سے نزلہ، زکام اور سر درد دُور ہوجاتا ہے۔

(۳) اگر خشکی کی وجہ سے بدن پر پیپڑیاں سی پڑتی ہوں، تو اس کے کھانے سے ختم ہوجاتی ہیں۔

(۴) اگر بدن پر تِل پیدا ہوجائیں تو اس کے لگانے سے تِل صاف ہوجاتے ہیں۔

(۵) اس کے غرارے کرنے سے دانت کا درد دُور ہوجاتا ہے۔

(۶) پیشاب نہ آنے کی صورت میں کلونجی کا استعمال پیشاب کو کُھل کر لاتا ہے۔

(۷) سرکہ سے ملا کر کھانے سے بلغمی ورم دُور ہوجاتا ہے۔

(۸) روغنِ زیتون میں ملا کر سُونگھنے سے آنکھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

(۹) کلونجی سوداوی اور بلغمی بخار کے لیے مفید ہے۔

(۱۰) گھر میں دُھونی دینے سے مچھر اور کھٹمل ختم ہوجاتے ہیں۔

(۱۱) دماغ کی بیماری کے لیے ۲۱ دانے لے کر کپڑے کی پوٹلی میں باندھ کر پانی میں اُبالیں، پہلے دن سیدھے نتھنے میں دو قطرے اور اُلٹے نتھنے میں ایک قطرہ، دوسرے دن اُلٹے نتھنے میں دو قطرے اور سیدھے نتھنے میں ایک قطرہ ڈالیں، تین

دن میں ان شاء اللہ مکمل شفا ہو جائے گی۔

(۱۲) شہد کے ساتھ کھانے سے پتھری نکل جاتی ہے۔

(۱۳) اس کو جلا کر کھانے سے بواسیر کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۴) سرکہ میں ملا کر برص پر لگائیں، برص اچھا ہو جاتا ہے۔

(۱۵) اگر فوتہ سُوج گیا ہو تو سرکہ میں ملا کر لگائیں فائدہ ہوگا۔

(۱۶) اس کو مہندی میں ملا کر لگانے سے سر کے بال مضبوط ہوتے ہیں اور بالوں کا گرنا ختم ہو جاتا ہے۔

(۱۷) سکنجبین کے ساتھ کھانے سے چوتھیا اور بلغمی بخار دور ہو جاتا ہے۔

(۱۸) سینہ کا درد اور کھانسی کی بیماری میں اس کو استعمال کرنے سے راحت ملتی ہے۔

(۱۹) معدہ کی رطوبات خشک کرتی ہے، مادوں کو پکا دیتی ہے۔

(۲۰) حیض کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے، ہر صبح اس کی ایک چٹکی آٹھ دس قطرے اصلی شہد میں ملا کر شہادت کی انگلی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر چاٹیں تو بہت سی بیماریاں ختم ہو جائیں گی، ان شاء اللہ۔

لاہوری نمک کے فائدے

۱:-نمک اور شہد ملا کر دانت صاف کرنے سے دانت ہمیشہ چمکدار رہتے ہیں۔

۲:-نمک اور نیم گرم پانی سے غرارے کرنے سے گلا ٹھیک اور مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔

۳:-ریشمی کپڑوں کو دھوتے وقت پانی میں نمک ملانے سے چمک برقرار رہتی ہے۔

۴:-صبح باسی پانی میں چٹکی بھر نمک ڈال کر پینے سے دائمی قبض دور ہو جاتا ہے۔

۵:-نہار منہ ۲ رتی نمک سلیمانی کھانے سے بینائی تیز ہو جاتی ہے۔

۶:-نمک کی ڈلی پانی میں گھس کر مسّوں پر لیپ کرنے سے مسّے بالکل دور ہو جاتے ہیں۔

۷:-صبح کے وقت ۳ ماشہ نمک گائے کی چھاچھ میں ملا کر استعمال کرنے سے پیٹ

کے کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔

۸:-شہد کو قدرے نمک کے ساتھ آگ پر رکھیں، جب شہد پھٹ جائے تو اس میں تھوڑا سا صاف پانی ملا کر بچہ کو پلانے سے کھانسی دور ہوجاتی ہے۔

(نیبو) لیموں

۱:- لیموں کا استعمال بہت مفید ہے، اس کا مربع بھی کھانے کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

۲:- اس کا تھوڑا سا عرق پانی میں ڈال کر پینے سے گیس (ریاح) کو فائدہ ہوتا ہے۔

۳:- ریاحی درد میں نصف لیموں گرم توے پر رکھ کر گرم کر کے اس پر پسی ہوئی کالی مرچ چھڑک کر چوسنے سے ریاح تحلیل ہوجاتی ہے۔

❁····❁····❁

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب آقا کریم ختم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس کتاب کو قبول فرمائے، مجھ سمیت تمام مسلمانوں کے لیے اسے نافع بنادے اور تمام قارئین کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

اللّٰهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه، اللّٰهم عافنا فيمن عافيت و أعذنا من كيد الكائدين ومكر الماكر ين ، آمين بجاه النبي الأمي الأمين صفوة البرية خاتم النبيين محمدٍ صلى الله عليه و على إخوانه الأنبياء والمرسلين و الشهداء والصالحين أجمعين